﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿...اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد 24 | جمعۃ المبارک 17 مارچ 2017ء | 18 جمادی الثانی 1438 ہجری قمری ❁ 17 امان 1396 ہجری شمسی | شمارہ 11

آسمانی مقبولیت

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تُو بھی اس سے محبت کر۔ چنانچہ جبریل بھی اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ پھر جبریل آسمان میں منادی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ چنانچہ تمام اہل سماء اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کی مقبولیت پھیلا دی جاتی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر و الصلہ باب اذا احب اللہ عبدا حدیث نمبر 4772)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں اس رسالے میں اپنی اور اپنے آباء واجداد کی سوانح میں سے لکھوں تا کہ اس کے ذریعہ میں اپنے معاملہ کو لوگوں میں روشناس کراؤں۔ شاید (اس طرح) اللہ انہیں فائدہ پہنچائے اور گمراہی دور کرنے کے لئے ان کی قوت میں اضافہ کرے اور شاید وہ اصل حقیقت پر غور کریں اور عدل و انصاف کی طرف مائل ہوں۔

الخاتمہ

’’میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں اس رسالے میں اپنی اور اپنے آباء واجداد کی سوانح میں سے لکھوں تا کہ اس کے ذریعہ میں اپنے معاملہ کو لوگوں میں روشناس کراؤں۔ شاید (اس طرح) اللہ انہیں فائدہ پہنچائے اور گمراہی دور کرنے کے لئے ان کی قوت میں اضافہ کرے اور شاید وہ اصل حقیقت پر غور کریں اور عدل و انصاف کی طرف مائل ہوں۔

اللہ تم پر رحم فرمائے۔ جان لو کہ میں مسمّٰی غلام احمد ابن میرزا غلام مرتضیٰ ہوں اور میرزا غلام مرتضیٰ ابن میرزا عطا محمد اور میرزا عطا محمد ابن میرزا گل محمد اور میرزا گل محمد ابن میرزا فیض محمد اور میرزا فیض محمد ابن میرزا محمد قائم اور میرزا محمد قائم ابن میرزا محمد اسلم اور میرزا محمد اسلم ابن میرزا دلاور بیگ اور میرزا دلاور بیگ ابن میرزا الٰہ دین اور میرزا الٰہ دین ابن میرزا جعفر بیگ اور میرزا جعفر بیگ ابن میرزا محمد بیگ اور میرزا محمد بیگ ابن میرزا محمد عبد الباقی اور میرزا محمد عبد الباقی ابن میرزا محمد سلطان اور میرزا محمد سلطان ابن میرزا ہادی بیگ۔

پھر تم جان لو کہ میرا مسکن اسلام پور نامی ایک بستی ہے جو آج کل قادیان کے نام سے مشہور ہے۔ یہ بستی پنجاب میں دریائے راوی اور دریائے بیاس کے درمیان واقع ہے۔ جو پنجاب کے صدر مقام لاہور کے شمال مشرق کی جانب واقع ہے۔ اور میں نے اپنے آباء واجداد کی سوانح حیات کی کتابوں میں پڑھا اور اپنے والد سے سنا ہے کہ میرے آباء واجداد مغلوں کی نسل سے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ وہ فارسی النسل تھے۔ اقوام ترکی میں سے نہیں تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی میرے رب نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ میری بعض نانیاں بنی فاطمہ اور اہل بیت نبویؐ میں سے تھیں۔ اور اللہ نے کمال حکمت و مصلحت سے (میرے اجداد میں) حضرت اسحاقؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی نسل کو جمع کر دیا۔

اور مَیں نے اپنے والد صاحب سے سنا ہے اور اپنے ان بزرگوں کے بعض سوانح میں یہ پڑھا ہے کہ وہ ہندوستان کی طرف نقل مکانی سے پہلے سمرقند میں بود و باش رکھتے تھے۔ اور وہ اس ملک کے امراء اور والیان حکومت میں سے تھے اور ملت کے انصار اور اس کے حامیوں میں سے تھے۔ پھر سفر نے انہیں دور دراز علاقے میں لا پھینکا۔ اور سفر کے سیل رواں نے اپنے جوارح ان تک پھیلا دیئے۔ یہاں تک کہ جب ان کے قدم قادیان نامی اس بستی پر پڑے اور انہوں نے اس کو مبارک خطہ اور اس زمین کو اچھا پایا اور انہیں اس کی آب وہوا اور اس کے شاداب سبزہ زار اچھے لگے تو انہوں نے یہیں اپنے ڈیرے ڈال دیئے۔ اور وہ دیہی علاقوں کو شہروں پر ترجیح دیتے تھے۔ اور اللہ کی طرف سے انہیں جائیدادیں اور جاگیریں عطا کی گئیں۔ اور وہ بستیوں اور شہروں کے مالک بن گئے۔ پھر جب اس آسودہ حالی پر ایک زمانہ گزر گیا اور سلطنت مغلیہ پر اللہ کی قضا وقدر نازل ہوئی تو اللہ نے ان (میرے آباء) کو علاقے کے امراء بنا دیا اور معاملہ یہاں تک پہنچا کہ وہ اس خطہء ارض کے خود مختار بادشاہ کی طرح ہو گئے اور ہر جہت سے عنان حکومت ان کے ہاتھ میں تھی۔ اور اللہ نے اپنے فضل اور اپنی رحمت سے ان کی ہر خواہش کو پورا فرمایا۔ تازہ نعمت، خوشحالی اور عزت وشرف کی ایک لمبی زندگی گزارنے کے بعد اللہ نے اپنی عمیق در عمیق مصلحتوں اور باریک در باریک حکمتوں کے تحت ان پر ایک ایسی قوم مسلط کر دی جسے خالصہ (سکھ) کہا جاتا ہے۔

یہ سکھ قوم بڑی سنگدل تھی۔ شرفاء کی عزت نہ کرتے تھے اور کمزوروں پر رحم نہ کرتے تھے۔ جب بھی کسی بستی میں داخل ہوئے تو اسے انہوں نے تباہ کر دیا اور اس کے معززین کو ذلیل کر دیا۔ ان کے ظلم سے اسلام کے بدرِ تام پہلی رات کا چاند بن گئے۔ وہ (سکھ) اسلام کے معاند اور خیر الانام ﷺ کی امت کے سب سے بڑے دشمن تھے۔ پس اس زمانے میں میرے آباء واجداد پر ان کمینوں کے ہاتھوں مصائب کے اتنے پہاڑ ٹوٹے کہ وہ اپنی ریاست کے مرکز سے نکال دیئے گئے۔ اور ان کافروں کے ہاتھوں ان کے اموال چھین لئے گئے۔ اور انہیں طاقتوروں کی طرف سے دھکے دیئے گئے اور لمبے سایوں سے نکال کر دھوپ میں ڈال دیئے گئے اور کئی سالوں تک پردیس میں رہے۔ اور انہیں ظالموں کے ہاتھوں شدید تکالیف دی گئیں۔ اور ارحم الراحمین کے سوا کسی نے بھی ان پر رحم نہ کیا۔ پھر اللہ نے حکومت برطانیہ کے عہد میں میرے والد کو چند گاؤں واپس لوٹائے۔ پس انہوں نے ان کھوئی ہوئی املاک کے سمندر میں سے ایک قطرہ بلکہ اس سے بھی کم تر پایا۔‘‘

(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 176 تا 179۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

******

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 07 مارچ 2015ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں چند نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ کل کے خطبہ میں بھی مَیں نے نکاح کے حوالہ سے کچھ باتیں کی تھیں۔ پس ہمیشہ نئے قائم ہونے والے رشتوں کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہر وقت اس بات پر نظر رہے کہ رشتے نبھانے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے جو ہدایات دی ہیں، اللہ تعالیٰ کے جو احکامات ہیں ان پر عمل کریں۔ اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہر کام پر نظر ہے اور ہر کام جو انسان بجالاتا ہے یا کرتا ہے اس کی اسے خبر ہے۔ اس لئے ایک مومن کو، جو مومن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، ایک احمدی مسلمان کو جو زمانہ کے امام کو ماننے کا دعویٰ کرتا ہے، اس کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہمارا دین ہماری دنیا پر مقدم ہو۔ اور اس کے مطابق ہم اپنی زندگیاں ڈھالنے والے ہوں۔ اور ہمیشہ یہ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ میرے ہر کام سے باخبر ہے اور اس کا علم رکھتا ہے۔ اور اس نے جو ذمہ داریاں مجھ پر ڈالی ہیں اگر میں نہیں بجالاؤں گا تو پھر میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ بھی ہوں گا۔ پس اگر ان باتوں کا خیال رکھیں، نئے قائم ہونے والے رشتے بھی اور جو لڑکا لڑکی ہیں ان کے عزیز رشتہ دار بھی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے خوب صورت طریقہ سے زندگیاں گزرتی ہیں اور آئندہ نسلیں بھی اللہ کے فضل سے پھر نیکیوں پر قائم رہنے والی، دین پر قائم رہنے والی، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والی اور گھروں کے سکون قائم رکھنے والی ہوتی ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ قائم ہونے والے رشتے ہر لحاظ سے بابرکت ہوں۔ اور ان باتوں کا خیال رکھنے والے ہوں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہمیں توجہ دلائی ہے۔

پہلا نکاح عزیزہ حانیہ ایمن بنت مکرم مرزا سلطان احمد صاحب کا ہے جو عزیزم مرزا قمر احمد ابن مکرم مرزا احسن احمد صاحب کینیڈا کے ساتھ پچیس ہزار کنیڈین ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔ حانیہ ایمن عزیزم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد کی بیٹی ہیں جو حضرت مرزا سلطان احمد صاحب، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب سے بڑے بیٹے تھے ان کی نسل میں سے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک الہام کو کہ تین کو چار کرنے والا ہے جو کہ مصلح موعود کے بارہ میں ہے اس کے حضرت مصلح موعود جہاں مصداق بنتے ہیں، مرزا سلطان احمد صاحب بھی اس کا ذریعہ بنے کہ تین بھائیوں کو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بیعت کر کے چار بنایا۔ عزیزم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد جو ہیں یہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے پڑپوتے ہیں۔ گویا حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ کی یہ چوتھی نسل ہے۔

اسی طرح مرزا قمر احمد عزیزم مرزا احسن احمد کے بیٹے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے پڑپوتے ہیں۔ اور اس لحاظ سے ان دونوں کو، جو خاندان اس رشتہ میں بندھ رہے ہیں، یاد رکھنا چاہیے کہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خونی رشتہ قائم ہو جانا کوئی بڑائی کی بات نہیں ہے بلکہ ہمیشہ خاندان کے افراد کو ان باتوں کی طرف توجہ دینی چاہیے اور ان مقاصد کی طرف توجہ دینی چاہیے جس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے اور ان کے تقویٰ پر چلنے کے معیار بہر حال دوسروں سے بہتر ہونے چاہئیں ورنہ صرف رشتہ داری ہی یا خون کا رشتہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اس لحاظ سے یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس قائم ہونے والے رشتے اور ان کی آئندہ نسلوں کو اپنے آباؤ اجداد کا حق ادا کرنے والا بھی بنائے۔ آمین

دونوں لڑکی اور لڑکا کی طرف سے وکیل ہی مقرر کئے گئے ہیں۔ اس موقع پر حضور انور نے دریافت فرمایا:۔ لڑکے کا وکیل باپ کیوں نہیں بنایا گیا؟

عرض کی گئی کہ پیپر ورک سارا پہلے مکمل ہو گیا تھا۔

حضور انور نے فرمایا:۔ اچھا ٹھیک ہے۔

پھر فرمایا:۔ لڑکی کی طرف سے وکیل مرزا محمود احمد ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ لڑکے کے والد موجود ہیں لڑکے کی طرف سے خلیفہ فلاح الدین صاحب وکیل ہیں۔

اس کے بعد حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

دوسرا نکاح عزیزہ نائلہ حق بنت مکرم فتح الحق صاحب کا ہے۔ جو عزیزم عطاء الناصر ماجد صاحب ابن مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ ماجد صاحب بھی واقف زندگی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ خاندان بھی سلسلہ کی خدمت انجام دینے والا ہے۔ اسی طرح نائلہ حق کے والد بھی جماعت کی طوعی خدمت بجالا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس قائم ہونے والے رشتہ کو بھی ہر لحاظ سے بابرکت کرے، ان کو بھی توفیق دے اور ان کی نسلوں کو بھی توفیق دے کہ ہمیشہ جماعت کی خدمت کرنے والے ہوں۔

فریقین میں ایجاب و قبول کرواتے ہوئے حضور انور نے لڑکی والوں سے پہلے لڑکے سے ایجاب و قبول کروالیا اور پھر فرمایا:۔ Sorry پہلے تو لڑکی والوں سے دریافت کرنا تھا، چلیں کوئی بات نہیں، اب منظوری آگئی ہے۔

اور پھر لڑکی والوں سے ایجاب و قبول کروایا۔ اور ایجاب و قبول کے بعد فرمایا:۔ عزیزہ نائلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت حاجی نصیر الحق صاحب کی پڑپوتی ہیں اور ننہال، ددھیال دونوں طرف سے یہ صحابیوں کی اولادیں ہیں۔

حضور انور نے دوسرے نکاح کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ ملاحت خولہ واقفۂ نو کا ہے جو مکرم محمد اسحاق ساجد صاحب کی بیٹی ہیں جو عزیزم سفیر الدین قمؔر واقف نو ابن مکرم بشیر الدین قمؔر صاحب مرحوم لندن کے ساتھ تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

عزیزہ خولہ واقفۂ نَو ہیں، سفیر الدین قمر بھی واقف نَو ہیں اور اس وقت ایم ٹی اے میں خدمت بجالا رہے ہیں۔ یہ خاندان سفیر الدین قمر کا بھی پرانے صحابہ کی اولاد میں سے ہے اور ان کے دادا حضرت مولوی قمر الدین صاحب سلسلہ کے بڑے خادم تھے۔ اسی طرح یہاں بھی ان کے عزیز رشتہ دار، چچا وغیرہ خدمت کر رہے ہیں۔ اور لڑکی بھی حضرت مسیح موعود کے صحابی میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی کی نسل میں سے ہے۔ تو گویا دونوں ایک ہی خاندان کے ہیں، سیکھوانی خاندان کے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی اور آئندہ نسلوں کو بھی اپنے آباؤ اجداد کی قربانیوں کو اور ان کے دینی معیاروں کو اور خدمت دین کو قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کے دوران دلہے کے دھیمی آواز میں جواب دینے پر فرمایا کہ: اونچی بولو۔ جس پر دلہے نے نسبتاً اونچی آواز میں جواب دیا۔

حضور انور نے تیسرے نکاح کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ طاہرہ عنبر خان بنت مکرم شوکت محمود خان صاحب کا ہے جو عزیزم عدنان شہزاد زاہد واقف نو جو رشید احمد زاہد صاحب کے بیٹے ہیں، کے ساتھ چھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ عدنان شہزاد بھی ایم ٹی اے میں خدمت کر رہے ہیں اور ان کے والد کو بھی ربوہ اور سپین میں خدمت کی توفیق ملی۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

ان سب رشتوں کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کریں۔

(مرتبہ:۔ ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆...☆...☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 16 فروری 2017ء بروز جمعرات نماز ظہر سے قبل حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرمہ رضیہ جاوید صاحبہ (اہلیہ مکرم غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم۔ لندن) کی نماز جنازہ حاضر اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرمہ رضیہ جاوید صاحبہ (اہلیہ مکرم غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم۔ لندن)

14 فروری 2017ء کو 71 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بہت نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم چوہدری ناز احمد ناصر صاحب (وکالت تبشیر لندن) کی ہمشیرہ اور مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ) کی خالہ تھیں۔

نماز جنازہ غائب:

1۔ مکرم نعمت اللہ صدیقی صاحب (آف یو ایس اے)

11 جنوری 2017ء کو 97 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت ماسٹر فقیر اللہ صاحب رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔ بطور Ship Caption آپ کو بذریعہ Ship مولوی امام دین صاحب مبلغ سلسلہ کو انڈونیشیا پہنچانے کی خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ مجلس انتخاب خلافت کے ممبر تھے اور خلافت خامسہ کے انتخاب میں شامل ہوئے۔ مرحوم کو خلافت سے پیار اور نظام جماعت کا انتہائی احترام تھا۔ آپ نے فلاڈلفیا جماعت میں لمبا عرصہ بطور سیکرٹری رشتہ ناطہ خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

2۔ مکرم شیخ محمود احمد انور صاحب (ربوہ)

11 اکتوبر 2016ء کو 65 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم و صلوٰۃ کے پابند، سادہ مزاج، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ 1977ء میں خدام الاحمدیہ ربوہ میں سب سے پہلے کامرس ادارہ کی بنیاد رکھی اور لمبا عرصہ کمپیوٹر ٹریننگ کی خدمت بجالاتے رہے۔ جامعہ احمدیہ ربوہ کے طلباء کو بھی ٹائپنگ سکھاتے رہے۔ محترم محمود احمد بنگالی صاحب (سابق صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ) کی عاملہ کے ممبر کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔

3۔ مکرمہ فضل بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد صادق صاحب۔ سیالکوٹ)

29 دسمبر 2016ء کو 92 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ ناخواندہ ہونے کے باوجود کافی جماعتی علم رکھتی تھیں۔ جماعت اور خلافت سے بہت پختہ تعلق تھا۔ جماعتی روایات کی بہت قدر کرتی تھیں۔ مالی قربانی میں پیش پیش رہتی تھیں۔ ان کی یہ خوبیاں ان کے بچوں میں بھی جاری ہیں۔

4۔ مکرمہ عزیزہ بیگم صاحبہ (طاہر آباد۔ ربوہ)

19 جون 2016ء کو 63 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ جماعت سے وابستگی آپ کی اولین ترجیح ہوتی۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند، بہت صابرہ و شاکرہ خاتون تھیں۔ اپنے بچوں کی اچھی تربیت کی۔ جماعت اور لجنہ کے ہر پروگرام میں بڑی باقاعدگی سے شامل ہوتی تھیں۔

5۔ مکرم عبداللطیف بھٹی صاحب (گوجرانوالہ)

20 ستمبر 2016ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے مقامی جماعت میں لمبا عرصہ بطور صدر اور سیکرٹری مال خدمت کی توفیق پائی۔ آپ بہت نرم مزاج، ملنسار اور ہر دلعزیز انسان تھے۔ چندوں میں باقاعدہ تھے۔ آپ نے مسجد کے لئے بھی جگہ پیش کرنے کی توفیق پائی۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

Morden Motor(UK)

Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing,
Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box,
Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden **SM4 5JF**
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربیٔ سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی و تربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

... ...

﴿مالی (مغربی افریقہ)﴾

مجلس انصاراللہ مالی کے چھٹے نیشنل اجتماع کا کامیاب انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصار اللہ مالی کو اپنا چھٹا نیشنل اجتماع مؤرخہ 16، 17 ستمبر 2016ء منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اجتماع کے انعقاد کے لئے ریجن ''ساں'' کا انتخاب کیا گیا جو دارالحکومت ''باما کو'' سے تقریباً 450 کلومیٹر کے فاصلہ پر شمال کی جانب واقع ہے۔ اس ریجن میں جماعت کا اپنا مشن ہے اور مرکزی مشنری کے علاوہ 2 لوکل مشنریز بھی کام کر رہے ہیں۔ نیز ''ساں'' میں جماعت کا اپنا ریڈیو (Radio Tolerance) بھی ہے۔

اجتماع کا انعقاد 'ساں' کے جماعتی مشن ہاؤس کے قریب ایک سکول میں کیا گیا جسے قبل از وقت وقارِ عمل کے ذریعہ تیار کیا گیا اور اس کی تزئین و آرائش کی گئی۔

15 ستمبر 2016ء کی شام سے مالی کے دیگر ریجنز سے وفود کی آمد شروع ہو گئی تھی۔ 16 ستمبر بروز جمعۃ المبارک مکرم امیر صاحب جماعت مالی اور مکرم صدر صاحب انصاراللہ مالی نے انتظامات کا جائزہ لیا۔

اجتماع کا آغاز جمعۃ المبارک کے دن نماز تہجد سے ہوا اور نماز جمعہ اور نماز عصر کی ادائیگی کے بعد افتتاحی اجلاس میں مکرم امیر صاحب مالی نے فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَات کے موضوع پر تقریر کی اور انصار کو جماعت میں اجتماعات کی اہمیت اور افادیت کے بارہ میں بتایا اور مختصراً انصاراللہ کی تاریخ بیان کی۔ اس کے بعد صدر انصار اللہ مکرم باشا کا تراورے صاحب نے انصار کو اجتماع میں خوش آمدید کہا اور انہیں اجتماع میں بھرپور حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی۔ افتتاحی تقریب کے بعد مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔

مکرم بلال احمد ناصر صاحب مبلغ سلسلہ باما کو کی مرسلہ رپورٹ کے مطابق مختلف علمی اور ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ اختتامی تقریب میں مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

60 جماعتوں کے 518 انصار نے اجتماع میں شرکت کی۔ الحمدللہ۔ نیز ریجن ساں کی مختلف سیاسی، مذہبی اور سوشل شخصیات نے بھی شرکت کی۔ ریجن ساں میں جماعتی ریڈیو کے علاوہ 3 پرائیویٹ ریڈیوز پر اجتماع کی خبر دی گئی اور اجتماع کے بعد ان 3 ریڈیوز نے اجتماع کی کارروائی کی رپورٹ بھی نشر کی۔

... ...

﴿جنوبی افریقہ﴾

ساؤتھ افریقہ کی جماعت کیپ ٹاؤن میں انٹرفیتھ پروگرام کا کامیاب انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کیپ ٹاؤن کے زیر انتظام 28/ اکتوبر 2016ء کو مسجد بیت الاوّل میں ایک انٹرفیتھ پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔

مکرم منصور احمد زاہد صاحب صدر جماعت و مبلغ سلسلہ ساؤتھ افریقہ کی مرسلہ رپورٹ کے مطابق اس پروگرام میں کیپ ٹاؤن کے علاقہ کے مقامی چیف Zwelidanile Eric V. Galada تشریف لائے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں اپنے مقامی مذہب میں امن کی تعلیمات اور روایات کے بارہ میں بتایا۔ اسلام کی نمائندگی مکرم توفیق بارگے صاحب نے کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں اسلام کی پُرامن تعلیمات پر بات کی۔ بعد ازاں انہوں نے مہمانوں کی جانب سے کئے گئے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔

... ...

﴿فِجی﴾

جلسہ سیرت النبی کا بابرکت انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصاراللہ فجی کو نیشنل جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم 13/ نومبر 2016ء بمقام مسجد محمود ماروؔ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

پروگرام چونکہ انصار اللہ کے تحت تھا اس لئے مقررین بھی انصار بھائیوں سے ہی چُنے گئے۔

مکرم سیف اللہ مجید صاحب مبلغ سلسلہ ناندی فجی کی مرسلہ رپورٹ کے مطابق پروگرام کا آغاز ساڑھے دس بجے امیر و مشنری انچارج فجی مکرم محمود احمد صاحب کی زیر صدارت ہوا۔ درج ذیل عناوین پر تقاریر ہوئیں:

1.Holy Prophet's teachings on family values.

2. اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

3. Holy Prophet's kindness to humanity.

4. رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بے مثال توکّل علی اللہ

پروگرام کی اختتامی تقریر مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب فجی نے کی۔ آپ نے احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ارشادات عالیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درود شریف کے فضائل و برکات بیان کئے۔ آخر پر آپ نے دعا کروائی۔

پروگرام کی کُل حاضری 168 رہی۔

... ...

﴿کروشیا﴾

کروشیا کی سالانہ عالمی بُک فیئر 2016ء میں جماعت احمدیہ کی کامیاب شرکت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کروشیا کو ملک کے سالانہ اور عالمی بُک فیئر بنام Interliber میں حصّہ لینے کا موقع مل رہا ہے۔ اس کا انعقاد کروشیا کے دارالحکومت زاغرب کے مشہور Exhibition Hall میں ہوتا ہے۔ دو بڑے ہالوں میں سینکڑوں لوگوں اور تنظیموں نے اپنے اپنے بُک اسٹال لگائے ہوتے ہیں جن سے استفادہ کرنے کے لئے ایک لاکھ سے زیادہ افراد کی آمد و رفت چھ دنوں کے لئے جاری رہتی ہے۔

2016ء میں بھی جماعت احمدیہ کروشیا نے بفضلہٖ تعالیٰ مؤرخہ 8 تا 13 نومبر 2016ء اس بُک فیئر میں حصّہ لیا اور اسلام احمدیت کی تبلیغ و تشہیر کی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

مکرم باسل بھٹی صاحب مربیٔ سلسلہ کروشیا کی مرسلہ رپورٹ کے مطابق قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم کے علاوہ جماعت کی پچاسی مختلف کتب، پمفلٹ اور بروشرز کو کروشین اور بازنین زبان میں لوگوں کے استفادہ کے لئے پیش کیا گیا۔ علاوہ ازیں roll-ups کے ذریعہ سے اسلام اور احمدیت کے بنیادی مضامین کو جامع طریق پر نمایاں کیا گیا کہ لوگ گزرتے گزرتے بھی کم از کم اسلام اور احمدیت کے نام اور بنیادی تعلیم سے آشنا ہو سکیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کے پانچوں خلفاء کی ایک ایک بڑی تصویر بھی نمائش کی زینت تھی۔ بہت سے لوگ انہی تصاویر کو دیکھ کر رُکتے تھے اور ان میں دلچسپی پیدا ہوتی تھی کہ ذرا دیکھیں کہ یہ کون ہیں۔ اس کے علاوہ قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں نسخے جو نمایاں طور پر اور خاص وقار کے ساتھ مزیّن کئے گئے تھے وہ بھی لوگوں کی دلچسپی کا باعث بنے۔

Interliber کا ایک حصّہ بُک فیئر کا ہوتا ہے اور ایک حصّہ کتب کے تعارف اور دیگر لیکچرز کے لئے مختص ہوتا ہے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے انتظامیہ کی طرف سے ایک سٹیج کے ساتھ ساتھ سامعین کے لئے تقریباً ڈیڑھ سو کرسیوں کا بھی انتظام ہوتا ہے اور ان ایام میں دن بھر کوئی نہ کوئی لیکچر ہوتا رہتا ہے۔ جماعت احمدیہ کروشیا نے بھی اس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ایک لیکچر کروشین زبان میں ''اسلام میں عورت کا مقام اور اس بارہ میں تعصّبات کا ردّ'' کے موضوع پر پیش کیا۔ اس لیکچر میں اس عنوان پر قرآنِ کریم کی تعلیم پیش کی گئی اور حاضرین کی آسانی کے لئے ایک presentation بھی ساتھ ساتھ دی گئی۔ لیکچر کے بعد مختلف احباب نے دلچسپی کا مظاہرہ کیا اور مل کر اپنی آراء بھی بتائیں، سوال بھی کئے اور مزید رابطہ کی خواہش کا اظہار بھی کیا۔

اس سٹال میں گیارہ نئے brochures بھی فراہم کئے گئے جو حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مختلف مقامات پر خطابات کے تراجم پر مشتمل تھے اور اسی طرح مندرجہ ذیل چھ نئی کتب بھی شامل کی گئیں:

1۔ ضرورۃ الامام، 2۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب، 3۔ ایک عیسائی کے تین سوال اور اُن کے جوابات، 4۔ اسلامی معاشرہ میں عورت کا کردار، 5۔ اسلام میں عورت کا مقام، 6۔ An Elementary Study of Islam۔

سب سے زیادہ قرآن کریم کا بازنین ترجمہ لوگوں نے خریدا۔ تقریباً پندرہ ہزار کی تعداد میں کتب اور رسائل تقسیم کئے گئے۔

... ...

﴿برطانیہ﴾

برطانیہ کی جماعت تھورنٹن ہیتھ میں امن کانفرنس کا کامیاب انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے برطانیہ کے ساؤتھ ریجن کی جماعت تھورنٹن ہیتھ کو مورخہ 20/ نومبر 2016ء امن کانفرنس منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ پروگرام کا آغاز شام ساڑھے پانچ بجے مہمان خصوصی مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج یوکے کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعد ازاں مکرم فیض احمد زاہد صاحب مبلغ سلسلہ کیٹ فورڈ یوکے نے جماعت کا تعارف پیش کیا اور مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔

اس کے بعد مکرم مبلغ انچارج صاحب یوکے نے قرآنی آیات اور احادیث کی روشنی میں ''معاشرہ میں امن کس طرح ممکن بنایا جا سکتا ہے'' کے موضوع پر تقریر کی۔ بعد ازاں مہمانوں کو سوالات کرنے کا موقع دیا گیا۔ سوال و جواب کا سلسلہ تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔

مہمانوں کے تأثرات

بعد ازاں کچھ مہمانوں نے اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا:

☆... ایک مقامی سیاستدان نے کہا کہ آج کے پروگرام میں شامل ہو کر انہوں نے اسلام کے متعلق بہت کچھ سیکھا ہے اور جماعت کو چاہئے کہ اس امن کے پیغام کو جلد دنیا میں پھیلائے۔

☆... ایک پادری صاحب نے پروگرام کو سراہتے ہوئے کہا کہ آج انہوں نے اسلام کے متعلق وہ باتیں سنی ہیں جن کا انہیں پہلے علم نہیں تھا نیز پروگرام میں شامل ہو کر بڑی شدّت سے احساس ہوا ہے کہ اسلام کے خلاف دہشتگردی کا الزام لگانا بہت بڑی زیادتی ہے اور اس الزام کو دور کرنے کے لئے جماعت کو اپنی تمام کوششیں بروئے کار لانی چاہئیں۔

پروگرام کے آخر پر مکرم عطاء المجیب راشد صاحب نے دعا کروائی۔ اس کے بعد عشائیہ پیش کیا گیا۔

کانفرنس میں 35 غیر مسلم مہمانوں نے شرکت کی جن میں دو چرچوں کے پادری صاحبان، ایک لوکل سیاستدان اور ''آج'' ٹی وی چینل کا ایک نمائندہ بھی شامل تھا۔

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

آجکل جو دنیا کی نئی سے نئی ترقی ہے اس کے ساتھ آزادی کے نام پر مذہب سے دُوری شیطانی کام ہے جس میں انسان روز بروز گرتا چلا جارہا ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھول رہا ہے اور دنیا کی چمک دمک غالب آرہی ہے۔ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرستادے اور مسیح موعود اور مہدی معہود کو مان لیا اور اس کی بیعت میں شامل ہو کر یہ اعلان کیا کہ ہم شیطان کے ہر حملے کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس پر الٹا دیں گے۔اس کے ہر بہکاوے پر اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے بچنے کی کوشش کرتے چلے جائیں گے۔دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔اس کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور احمدی عورت اور لڑکی کی سب سے بڑھ کر یہ ذمہ داری ہے کیونکہ اس نے صرف اپنے آپ کو ہی شیطان کے حملوں سے نہیں بچانا بلکہ اپنی نسلوں کو بھی ان حملوں سے بچانا ہے۔

اعتقادی رنگ میں کوئی حقیقی احمدی خواہ وہ عورت ہے یا مرد اپنے مذہب کو دوسری چیزوں پر ترجیح نہیں دے گا۔لیکن عملی طور پر اگر جائزہ لیں تو ہمیں نظر آئے گا کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کے باوجود بڑی تعداد اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والی نہیں ہے۔

عورت ہی ہے جو بچوں کی تربیت کر کے قوم کی بنیادیں مضبوط کرتی ہے یا کرسکتی ہے۔جو قومیں بچوں کی تربیت پر توجہ نہیں دیتیں وہ زوال پذیر ہو جاتی ہیں۔ ہر احمدی عورت کو اور لڑکی کو اس اہم ذمہ داری کو سمجھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہماری نسلوں کی ترجیحات کبھی دنیا نہ ہو بلکہ دین ہو۔

بہت سے بچے واقفینِ نَو ماؤں کی گودوں میں ہیں ان کی تربیت کرنا ماؤں کا فرض ہے۔اس کے لئے محنت بھی کرنی ہے۔صرف ایک وعدہ کر دینا کافی نہیں ہے۔

بعض لڑکیاں اچھے رشتے صرف اس لئے گنوا دیتی ہیں کہ ہم نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنی ہے۔ بیشک اعلیٰ تعلیم بڑی اچھی چیز ہے لیکن اس سے بھی اعلیٰ بات یہ ہے کہ احمدی بچوں کی دینی لحاظ سے بھی اور دنیاوی لحاظ سے بھی ایک فوج تیار ہو جو اس بگڑے ہوئے زمانے میں اپنی نسلوں کو شیطان کے حملوں سے بچانے کی ضمانت بن جائے۔

قرآن کریم میں بعض احکامات خاص طور پر عورت کے حوالے سے آئے ہیں جو عورت کے مقام کو قائم کرنے کے لئے ہیں۔ہر احمدی عورت کو ہر احمدی لڑکی کو اس کا جائزہ لینا چاہئے۔ مثلاً پردہ ہے یہ کوئی ایسا حکم نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام یا آپ کے خلفاء نے جاری فرمایا۔ بلکہ یہ وہ حکم ہے جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور مختلف جگہ پر اس کو بیان کیا ہے۔اس کی اہمیت اور اس کی حکمت بیان فرمائی ہے اور بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے بلکہ اس زمانے کی حالت کو بھی سامنے رکھتے ہوئے بیان کیا ہے۔ اسلام اصل میں پردے کے ذریعہ عورت کی عزت اور عفت قائم کرنا چاہتا ہے۔ پہلے تو مَردوں کو ہی یہ حکم دیا ہے کہ تم عورت کی عزّت اور عفّت کو قائم کرو۔ پھر اگلی آیت میں عورتوں کو بھی کہا کہ ہر قسم کے شر سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ تم بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھو۔

بعض احمدی لڑکیوں کو پتا نہیں کیوں احساس کمتری ہے کہ اگر انہوں نے پردہ کیا تو لوگ انہیں جاہل سمجھیں گے۔پس ایسی لڑکیاں یہ دیکھ لیں کہ کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا ہے یا لوگوں کو خوش کرنا ہے۔ دنیا کے فیشن کو نہ دیکھیں۔ یہ دیکھیں کہ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کے اندر ہے یا نہیں۔فیشن کرنا منع نہیں ہے اگر ان حدود کے اندر ہے تو بیشک کریں اور جس ماحول میں کرنے کا حکم ہے اس میں کریں اور ایسی مثالیں قائم کریں کہ دنیا آپ کے پیچھے چلنے والی ہو۔پس جہاں ہر احمدی عورت کو اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنے کی ضرورت ہے تا کہ دعاؤں سے مدد مانگتے ہوئے اپنی اولاد کی اعلیٰ رنگ میں تربیت کر سکیں وہاں اپنے ہر عمل کو بھی خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے

جماعت احمدیہ کینیڈا کے 40ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 08؍اکتوبر 2016ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرنیشنل سینٹر Mississauga میں مستورات سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

دنیا میں جوں جوں تعلیم میں اضافے، نئی ایجادات اور میڈیا کی وجہ سے آپس میں ایک علاقے اور ملک کے لوگوں کو دوسرے علاقے اور ملک کے بارے میں زیادہ سے زیادہ پتا چل رہا ہے۔ ایک ملک کا واقعہ منٹوں میں دوسرے دور دراز کے ملکوں میں رہنے والوں کو پتا چل جاتا ہے۔ترقی یافتہ ملکوں کے رہن سہن اور ترجیحات کو کم ترقی یافتہ یا ترقی پذیر ملکوں میں رہنے والوں کی اکثریت دیکھ اور سن سکتی ہے۔ جہاں اس کے فوائد ہیں وہاں اس کے بعض نقصانات بھی سامنے آرہے ہیں۔ کم وسائل والے لوگوں میں بے چینیاں اور احساس کمتری پیدا ہو رہا ہے۔ مذہب اور اس کی تعلیمات کو بوجھ سمجھا جانے لگا ہے۔آزادی کے نام پر مذہبی اور اخلاقی زوال کو قانونی تحفظ دیا جانے لگا ہے۔ ایسی باتیں جن کو مذہبی تاریخ نے قوموں کی تباہی کی وجہ بتایا انہیں آزاد اور ترقی یافتہ معاشرے کا طرّہ امتیاز بتایا جاتا ہے ان کی خوبی بتائی جاتی ہے۔ بچوں کو ایسی تعلیم دی جاتی ہے جس سے چھوٹی عمر کے بچوں کا کوئی واسطہ اور تعلق ہی نہیں ہے بلکہ ان میں سے بعضوں کو سمجھ بھی نہیں آتی کہ ہمیں کہا کیا جا رہا ہے اور بعض بچے اس بات کا اظہار بھی کر دیتے ہیں۔فحاشی کو ترقی یافتہ ہونے کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔قدم قدم پر شیطان کے اس اعلان کا اظہار نظر آتا ہے جو اس نے اللہ تعالیٰ کو کہا تھا کہ اے خدا تُو نے مجھے راندۂ درگاہ کیا ہے، تُو نے آدم کو مجھ پر فوقیت دی ہے تو مَیں اب آدم کے ہر راستہ پر کھڑا ہو کر تیرے حکموں کے خلاف اسے بھڑکاؤں گا۔ دین سے ہٹاؤں گا اور انسانوں کی اکثریت جن میں مرد بھی شامل ہیں اور عورتیں بھی شامل ہیں میری پیروی کریں گی۔ یہ شیطان نے اعلان کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جواباً یہی فرمایا کہ ٹھیک ہے تُو اپنا کام کر لیکن مَیں تیرے پیچھے چلنے والوں سے جہنم کو بھروں گا۔ جو تیری پیروی کریں گے وہ جہنم میں جائیں گے۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں زبردستی انہیں تیری گود میں گرنے سے روکوں گا۔

پس آجکل جو دنیا کی نئی سے نئی ترقی ہے اس کے ساتھ آزادی کے نام پر مذہب سے دُوری شیطانی کام ہے جس میں انسان روز بروز گرتا چلا جا رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھول رہا ہے اور دنیا کی چمک دمک غالب آرہی ہے۔لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جب بھی زمانے میں دنیاوی ہوا و ہوس نے غلبہ پایا، انسان شیطان کی گود میں بے انتہا گرنا شروع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادے اور انبیاء بھیجے جو انسان کو آگ کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کے لئے بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ جب بھی ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم :42) کے حالات پیدا ہوئے، دنیا میں ہر جگہ خشکی اور تری میں اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف عمل نظر آنے لگے، اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور اللہ تعالیٰ کے فرستادے اور نبی مبعوث ہوئے۔ یہ مذہب کی تاریخ ہے اور اس کے نظارے ہر قوم نے دیکھے۔ پس کیا اب اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے لئے اپنی رحمت کے جذبے کو ختم کر دیا؟ کیا اللہ تعالیٰ کا رحم صرف سابقہ قوموں کے لئے تھا؟ کیا خدا تعالیٰ نے نعوذ باللہ شیطان سے ہار مان لی ہے کہ تم جو چاہو کرو؟ میں نے انسان کو پیدا تو کر دیا ہے، اسے اچھے برے کی تمیز بھی دے دی لیکن اب میں کچھ نہیں کر سکتا، مجبور ہو گیا ہوں تمہارے ہاتھ۔ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نہ پہلے کبھی اپنی صفات اور طاقتوں سے محروم ہوا نہ آئندہ ہو سکتا ہے۔ اس نے بیشک انسان کو یہ آزادی تو دی کہ تمہارے عملوں کو مَیں پابند نہیں کرتا لیکن برائیوں سے بچانے کے لئے مَیں رہنمائی کرتا رہوں گا۔ جو برائیوں سے بچیں گے اور نیکیوں کو اختیار کریں گے انہیں مَیں جنت کی

باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آجکل جو دنیا کے حالات ہیں سب کے علم میں ہیں۔ ہر جگہ فساد اور فتنہ برپا ہے۔ اسلام مخالف قوتیں ان حالات کا ذمہ دار، جیسے کہ مَیں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں، مسلمانوں کو ٹھہراتی ہیں۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ بعض مسلمان گروہ اور تنظیمیں اسلام کے نام پر مسلمان ممالک میں بھی اور غیر مسلم ممالک میں بھی ایسی حرکات کر رہی ہیں جو ظلم و بربریت کے علاوہ کچھ نہیں اور اسلام کی تعلیم کا اس سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک منصوبہ بندی کے تحت مسلمانوں کے اندر یہ حالات پیدا کئے گئے ہیں اور کئے جا رہے ہیں۔ اسلام کو نقصان عموماً خودغرض مسلمانوں اور منافقین نے ہی پہنچایا ہے جو اپنے مفادات کے لئے ایسی طاقتوں کا آلۂ کار بنتے رہے ہیں۔ بہرحال دنیا کے عمومی حالات خراب ہیں۔ بعض مسلمانوں کے غلط عمل کی وجہ سے اسلام مخالف طاقتوں کو اسلام کو بدنام کرنے کا خوب موقع مل رہا ہے تو ظاہر ہے ہم احمدی مسلمان بھی اس وجہ سے اس کا نشانہ بنتے ہیں۔

احمدی نہ صرف مسلمان ہونے کی حیثیت سے بلکہ مسلمان ممالک میں بھی احمدی ہونے کی حیثیت سے ان سختیوں سے گزر رہے ہیں۔ صرف اس لئے کہ ہم نے آنے والے منادی کو جو اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آیا مان لیا۔ پاکستان میں تو ظالمانہ قانون کی وجہ سے مولوی کو کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے اور مولوی کے ڈر سے عدالتیں بھی انصاف نہ کرنے پر مجبور ہیں۔ لیکن اب الجزائر میں بھی عدالتوں نے یہی روّیے اپنا لئے ہیں کہ نام نہاد مولوی کے ڈر سے معصوم احمدیوں کو جیل میں غلط الزام لگا کر بھیجا جا رہا ہے۔

ہمارے پاس نہ دنیاوی حکومت ہے نہ ہی دنیاوی دولت اور تیل کا پیسہ ہے۔ ہاں ایک چیز ہے جس کی طرف دنیا کے ہر احمدی کو بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے اور وہ ہے عبادات، صدقات اور استغفار کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا۔ یہی چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے رحم کو جوش میں لاتی ہیں اور انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہے۔

انسان کے اندر بے شمار کمزوریاں ہوتی ہیں بسا اوقات ہم دنیاوی کاموں کی مصروفیت کی وجہ سے اپنی عبادتوں کی ادائیگی کا بھی حق ادا نہیں کرتے۔ کوئی ذاتی مشکل آئے تو تھوڑے سے صدقے کی طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے ورنہ نہیں۔ استغفار کی طرف توجہ کا جو حق ہے وہ ادا نہیں کرتے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک اپنا جائزہ لے تو یہ چیز واضح ہو جائے گی کہ ہم میں سے اکثر یہ حق ادا نہیں کرتے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنا ہے اور اس کے رحم کو جوش دلانے والا اور دشمنوں اور مخالفین کی کوششوں کو ناکام و نامراد کرنے والا بننا ہے تو ہمیں ان باتوں کی طرف بہرحال توجہ دینی ہوگی جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی بخشش کو حاصل کرنے والے ہیں۔

قرآن مجید، احادیث نبویہ ﷺ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے عبادات کے قیام، کثرت سے توبہ و استغفار اور صدقات کی ادائیگی کی طرف توجہ دینے کی خصوصی تاکید

مکرمہ سَعْدَہ برتاوی صاحبہ اہلیہ مکرم مَرْعی برتاوی صاحب آف سیریا کی وفات۔ مرحومہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 24 فروری 2017ء بمطابق 24 تبلیغ 1396 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آجکل جو دنیا کے حالات ہیں سب کے علم میں ہیں۔ ہر جگہ فساد اور فتنہ برپا ہے۔ اسلام مخالف قوتیں ان حالات کا ذمہ دار، جیسے کہ مَیں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں، مسلمانوں کو ٹھہراتی ہیں۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ بعض مسلمان گروہ اور تنظیمیں اسلام کے نام پر مسلمان ممالک میں بھی اور غیر مسلم ممالک میں بھی ایسی حرکات کر رہی ہیں جو ظلم و بربریت کے علاوہ کچھ نہیں اور اسلام کی تعلیم کا اس سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک منصوبہ بندی کے تحت مسلمانوں کے اندر یہ حالات پیدا کئے گئے ہیں اور کئے جا رہے ہیں۔ اسلام کو نقصان عموماً خودغرض مسلمانوں اور منافقین نے ہی پہنچایا ہے جو اپنے مفادات کے لئے ایسی طاقتوں کا آلۂ کار بنتے رہے ہیں۔ بہرحال دنیا کے عمومی حالات خراب ہیں۔ بعض مسلمانوں کے غلط عمل کی وجہ سے اسلام مخالف طاقتوں کو اسلام کو بدنام کرنے کا خوب موقع مل رہا ہے تو ظاہر ہے ہم احمدی مسلمان بھی اس وجہ سے اس کا نشانہ بنتے ہیں۔

گو ہمیں جاننے والے جانتے ہیں کہ احمدیت کی تعلیم اور عمل محبت پیار اور بھائی چارے کے علاوہ کچھ نہیں لیکن عام لوگ ہمیں بھی اسی طرح خیال کرتے ہیں جیسا کہ میڈیا نے عام تصور مسلمانوں اور اسلام کے بارے میں پھیلایا ہوا ہے۔ بعض ملکوں کی قوم پرست تنظیمیں اور پارٹیاں کوئی بات سننا ہی نہیں چاہتیں اور صرف منفی رویے اور سوچیں اور اس کے مطابق عمل پر ہی زور ہے۔ اس مخالفت کا جرمنی کے مشرقی حصہ میں بھی سامنا ہے اور ہالینڈ میں بھی جہاں عنقریب انتخابات ہونے والے ہیں۔ اسی طرح یورپ کے اَور ملکوں میں بھی رائٹسٹ (rightist) اب زور پکڑ رہے ہیں اور امریکہ کا حال تو سامنے ہی ہے اور پھر احمدی نہ صرف مسلمان ہونے کی حیثیت سے بلکہ مسلمان ممالک میں بھی احمدی ہونے کی حیثیت سے ان سختیوں سے گزر رہے ہیں۔ صرف اس لئے کہ ہم نے آنے والے منادی کو جو اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آیا مان لیا۔ پاکستان میں تو ظالمانہ قانون کی وجہ سے مولوی کو کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے اور مولوی کے ڈر سے عدالتیں بھی انصاف نہ کرنے پر مجبور ہیں۔ لیکن اب الجزائر میں بھی عدالتوں نے یہی روّیے اپنا لئے ہیں کہ نام نہاد مولوی کے ڈر سے معصوم احمدیوں کو غلط الزام لگا کر جیل میں بھیجا جا رہا ہے۔ اس وقت بھی وہاں

سولہ احمدی احمدیت کی وجہ سے جیل کی سزا کاٹ رہے ہیں تو ایسے میں ایک احمدی کو کیا کرنا چاہئے؟

ہمارے پاس نہ دنیاوی حکومت ہے نہ ہی دنیاوی دولت اور تیل کا پیسہ ہے۔ ہاں ایک چیز ہے جس کی طرف دنیا کے ہر احمدی کو بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے اور وہ ہے عبادات، صدقات اور استغفار کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا۔ یہی چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے رحم کو جوش میں لاتی ہیں اور انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہے۔ عبادات کی طرف اور خاص طور پر نمازوں کی ادائیگی کی طرف میں گزشتہ خطبات میں توجہ دلا چکا ہوں۔ آج صدقات اور استغفار کے حوالے سے زیادہ بات کروں گا کہ یہ خدا تعالیٰ کے رحم کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ انسان کے اندر بے شمار کمزوریاں ہوتی ہیں بسا اوقات ہم دنیاوی کاموں کی مصروفیت کی وجہ سے اپنی عبادتوں کی ادائیگی کا بھی حق ادا نہیں کرتے۔ کوئی ذاتی مشکل آئے تو تھوڑے سے صدقے کی طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے ورنہ نہیں۔ استغفار کی طرف توجہ کا جو حق ہے وہ ادا نہیں کرتے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک اپنا جائزہ لے تو یہ چیز واضح ہو جائے گی کہ ہم میں سے اکثر یہ حق ادا نہیں کرتے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنا ہے اور اس کے رحم کو جوش دلانے والا اور دشمنوں اور مخالفین کی کوششوں کو ناکام و نامراد کرنے والا بننا ہے تو ہمیں ان باتوں کی طرف بہرحال توجہ دینی ہو گی جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی بخشش کو حاصل کرنے والے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں توبہ اور استغفار اور صدقات قبول کرتا ہوں تو یہ اس لئے کہ تم توبہ اور استغفار کی طرف توجہ دو تا کہ تمہاری مشکلات دور کروں۔ تمہاری بے چینیاں دور کروں۔ تمہیں اپنے قریب کروں۔ تمہارے گزشتہ گناہوں کو معاف کروں۔ تمہیں صحیح عبد بننے کی توفیق عطا کروں۔ تم پر اپنا رحم کروں۔ جیسا کہ اس آیت میں بھی قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَلَمۡ یَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ یَقۡبَلُ التَّوۡبَۃَ عَنۡ عِبَادِہٖ وَ یَاۡخُذُ الصَّدَقٰتِ وَ اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ۔ (التوبۃ:104) یعنی کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور صدقات قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

صدقہ اور دعا کی اہمیت اور تعلق کے بارے میں ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

''صدقہ۔ صِدق سے لیا گیا ہے۔ جب کوئی شخص خدا تعالیٰ کی راہ میں صدقہ دیتا ہے تو معلوم ہوا کہ خدا سے صِدق رکھتا ہے''۔ سچائی کا تعلق رکھتا ہے۔ ''دوسرا دعا'' فرمایا کہ ''دعا کے ساتھ قلب پر سوزو گداز اور رقت پیدا ہوتی ہے''۔ (دعا وہ ہے جو دل میں سوز اور رقت پیدا کرے۔) ''دعا میں ایک قربانی ہے۔ صدق اور دعا اگر یہ دو باتیں میسر آ جائیں تو اکسیر ہے''۔ اگر یہ دونوں باتیں میسر آ جائیں تو ایک کامیاب علاج ہے۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 88-87 حاشیہ۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس استغفار بھی دعا ہی ہے اور جب انسان اپنے گناہوں سے اور اپنی کمزوریوں کو سامنے رکھتے ہوئے دعا کرتا ہے تو ایک رقّت اور جوش پیدا ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔ دل میں ایک درد پیدا ہونا چاہئے۔ صرف منہ سے اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہ، اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہ کہنے اور توجہ اللہ تعالیٰ کی بجائے کہیں اور رہنے سے مقصد پورا نہیں ہوتا۔ پس اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا ہے اور صدقات کو جو بے چینی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا رحم حاصل کرنے کے لئے دیئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں قبول کرتا ہے۔ اور جب بندہ یہ عہد بھی کرتا ہے کہ آئندہ میں اپنی کمزوریوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کروں گا اور جب بندہ اللہ تعالیٰ کا رحم جذب کرنے کی کوشش کرے تو پھر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہمیں یہ خوشخبری بھی دی، دعاؤں اور صدقات کو قبول کرنے کی مزید وضاحت فرمائی اور فرمایا کہ میرے بندوں کو بتا دو کہ اگر میرا بندہ میری طرف ایک قدم چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دو قدم چل کر آتا ہوں۔ اگر میرا بندہ تیز چل کر میری طرف آتا ہے تو مَیں دوڑ کر آتا ہوں۔ (صحیح البخاری کتاب التوحید باب یحذرکم اللہ نفسہ حدیث 7405) پس اللہ تعالیٰ کے رحم کی کوئی انتہا نہیں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو بڑا حیا والا ہے۔ بڑا سخی ہے۔ بڑا کریم ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی ہاتھ اور ناکام واپس کرتے ہوئے شرماتا ہے۔ (سنن الترمذی ابواب الدعوات باب ان اللہ حی... الخ حدیث 3556)

ہاں یہ ہو سکتا ہے جس طرح بندہ نتائج مانگتا ہے یا نتائج کی خواہش رکھتا ہے ضروری نہیں کہ اسی طرح اور اسی وقت اس کے نتائج ظاہر ہو جائیں۔ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے تحت کچھ عرصہ بعد اور کسی اَور رنگ میں ان دعاؤں اور صدقات کے نتائج ظاہر ہو رہے ہوتے ہیں۔ کبھی اسی طرح فوری طور پر نتائج ظاہر ہو جاتے ہیں۔

پس یہ کامل ایمان ہونا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے جو فرمایا کہ مَیں دعاؤں کو سنتا ہوں۔ مَیں استغفار قبول کرتا ہوں۔ مَیں صدقات قبول کرتا ہوں یعنی جب انسان اپنے گناہوں سے معافی مانگ رہا ہو اور آئندہ گناہوں اور کمزوریوں سے بچنے کا عہد بھی کر رہا ہو اور بھرپور کوشش بھی کر رہا ہو تو وہ اس کو قبول کرتا ہے اور ہر قسم کی پریشانیوں اور مشکلات سے نکالتا ہے۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو حال جانتا ہے اس لئے ہمارے دکھاوے کے عمل اس کے ہاں قبول نہیں ہوتے اور خالص ہو کر عمل کئے جائیں تو وہ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ پھر بغیر نتیجہ یا اجر کے نہیں چھوڑتا۔

اللہ تعالیٰ تو اس قدر مہربان ہے اور اپنے بندوں پر اس کی مہربانی کا یہ حال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ اتنی کشائش نہ رکھتے ہوں کہ صدقہ دے سکیں تو معروف باتوں پر عمل کرنا اور بری باتوں سے رکنا ہی ان کو صدقہ کا ثواب دے دے گا۔

(صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب علی کل مسلم صدقۃ... الخ حدیث 1445)

ان کی عبادتیں اور استغفار اور نیک عمل جو دوسرے کو فائدہ پہنچانے کے لئے ہیں وہ جہاں عبادتوں اور استغفار کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوں گی وہاں وہ نیک عمل صدقات کا ثواب بھی حاصل کر رہے ہوں گے۔ ایک صاحب حیثیت شخص صدقات دے کر جو ثواب کما رہا ہو گا تو ایک غریب شخص اپنی نیک نیت کی وجہ سے بشرطیکہ وہ باقی احکامات پر عمل کر رہا ہے صدقات کا بھی برابر کا ثواب کما رہا ہو گا۔

پس ایسے پیار کرنے والے خدا کا کس کس طرح ہمیں شکر ادا کرنا چاہئے جس نے نہ صرف ہمیں اپنی کمزوریوں سے بچنے کے طریق سکھائے بلکہ یہ بھی فرما دیا کہ مَیں تمہارے ان عملوں کو جو تم کمزوریوں اور گناہوں سے بچنے کے لئے کرتے ہو قبول کرتے ہوئے تمہیں مشکلات اور مصائب سے بھی نجات دوں گا۔ پس مشکل حالات سے نکلنے کا صرف یہی ذریعہ ہے کہ ہم اپنی عبادتوں اور اپنی دعاؤں کو خالص کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔ استغفار پر زور دیں۔ جماعتی طور پر بھی اور انفرادی طور پر بھی صدقہ اور خیرات کی طرف توجہ کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صدقہ اور استغفار کے مضمون کی گہرائی کو بیان کرتے ہوئے بہت سارے مختلف مواقع پر ارشادات فرمائے ہیں جن میں سے چند ایک میں بیان کرتا ہوں۔

استغفار کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''گناہ ایک ایسا کیڑا ہے جو انسان کے خون میں ملا ہوا ہے مگر اس کا علاج استغفار سے ہی ہو سکتا ہے۔ استغفار کیا ہے؟ یہی کہ جو گناہ صادر ہو چکے ہیں'' (جو گناہ ہم کر چکے ہیں) ''ان کے بدثمرات سے خدا تعالیٰ محفوظ رکھے۔ اور جو ابھی صادر نہیں ہوئے اور جو بالقوۃ انسان میں موجود ہیں'' (جن کا امکان ہے کہ ہو سکتے ہیں یا جس کی طاقتیں انسان میں موجود ہیں کہ وہ طاقتیں گناہ کی طرف لے جا سکتی ہیں) ''ان کے صدور کا وقت ہی نہ آوے''۔ (وہ گناہ ہم سے سرزد ہی نہ ہوں۔ یہ استغفار ہے) ''اور اندر ہی اندر وہ جل بھن کر راکھ ہو جاویں''۔ (یعنی گزشتہ گناہوں کی معافی بھی اور آئندہ گناہوں سے بچنے کے لئے استغفار ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے اور وہ ہمیں اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نوازتا رہے۔) فرمایا کہ ''یہ وقت بڑے خوف کا ہے اس لئے توبہ و استغفار میں مصروف رہو اور اپنے نفس کا مطالعہ کرتے رہو۔ ہر مذہب و ملّت کے لوگ اور اہل کتاب مانتے ہیں کہ صدقات وخیرات سے عذاب ٹل جاتا ہے مگر قبل از نزولِ عذاب۔ مگر جب نازل ہو جاتا ہے تو ہرگز نہیں ٹلتا۔ پس تم ابھی سے استغفار کرو اور توبہ میں لگ جاؤ تا تمہاری باری ہی نہ آوے اور اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے''۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 299۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ابھی تو یہ چھوٹی سی مشکلات ہیں لیکن یہ چھوٹی چھوٹی مشکلات ہمیں سامنے نظر آ رہی ہیں۔ جس طرف دنیا جا رہی ہے، جس طرح انسان بے لگام ہو رہا ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے سامان ہو رہے ہیں تو انسان اس تباہی کی طرف جا رہا ہے جو انسان کے اپنے ہاتھوں سے ہونی ہے۔ یہ دنیا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو بھڑکا رہی ہے۔ پس ایسے وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والوں کا یہ کام ہے کہ جہاں ہم اپنے آپ کو بداثرات سے بچانے کے لئے توبہ اور استغفار پر زور دیں وہاں عمومی طور پر دنیا کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی عقل دے۔

پھر استغفار کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں کہ: ''جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے قرآن شریف نے دو نام پیش کئے ہیں۔ اَلۡحَیُّ اور اَلۡقَیُّوۡمُ۔ اَلۡحَیُّ کے معنی ہیں خود زندہ اور دوسروں کو زندگی عطا کرنے والا۔ اَلۡقَیُّوۡمُ خود قائم اور دوسروں کے قیام کا اصلی باعث۔ ہر ایک چیز کا ظاہری باطنی قیام اور زندگی انہیں دونوں صفات کے طفیل سے ہے۔ پس حَیّ کا لفظ

چاہتا ہے کہ اس کی عبادت کی جاوے جیسا کہ اس کا مظہر سورۃ فاتحہ میں اِيَّاكَ نَعْبُدُ ہے۔ اور اَلْقَيُّوْمُ چاہتا ہے کہ اس سے سہارا طلب کیا جاوے۔ اس کو اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے۔‘‘ (حیّ کا فرمایا کہ) ’’حیّ کا لفظ عبادت کو اس لئے چاہتا ہے کہ اس نے پیدا کیا اور پھر پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا جیسے مثلاً معمار جس نے عمارت کو بنایا ہے اس کے مرجانے سے عمارت کا کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر انسان کو خدا کی ضرورت ہر حال میں لاحق رہتی ہے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ خدا سے طاقت طلب کرتے رہیں اور یہی استغفار ہے‘‘۔ (اللہ تعالیٰ سے اگر گناہوں سے بچنے کی طاقت طلب کرتے رہیں، اس کی عبادتوں کے لئے طاقت طلب کرتے رہیں اور یہ طاقت طلب کرنا جو ہے فرمایا یہی استغفار ہے۔) فرمایا کہ ’’اصل حقیقت تو استغفار کی یہ ہے۔ پھر اس کو وسیع کر کے اُن لوگوں کے لئے کیا گیا کہ جو گناہ کرتے ہیں کہ ان کے بُرے نتائج سے محفوظ رکھا جاوے۔ لیکن اصل یہ ہے کہ انسانی کمزوریوں سے بچایا جاوے۔‘‘ فرمایا کہ ’’پس جو شخص انسان ہو کر استغفار کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ بے ادب دہریہ ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ217۔ ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور توبہ واستغفار کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

’’انسان بہت بڑے کام کے لئے بھیجا گیا ہے۔‘‘ اس سے پہلے آپ نے اس کام کی تفصیل یہ بیان فرمائی کہ انسان اپنی حالت میں پاک تبدیلی پیدا کرے۔ یہ بہت بڑا کام ہے انسان کے لئے کہ اپنی حالتوں میں پاک تبدیلی پیدا کرے اور خدا تعالیٰ سے صلح کرے۔ اس کو ناراض نہ کرے اور پتا کرے کہ کس غرض کے لئے دنیا میں آیا ہے۔ انسان کو یہ بھی علم ہونا چاہئے کہ کس غرض کے لئے دنیا میں آیا ہے اور یہ غرض جیسا کہ ہم جانتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بیان بھی فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے اس کا قرب حاصل کرنا ہے۔ بہرحال پھر آپ فرماتے ہیں) ’’بہت بڑے کام کے لئے بھیجا گیا ہے لیکن جب وقت آتا ہے اور وہ اس کام کو پورا نہیں کرتا تو خدا پھر اس کا تمام کام کر دیتا ہے۔ خادم کو ہی دیکھ لو کہ جب وہ ٹھیک کام نہیں کرتا تو آقا اس کو الگ کر دیتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ اس وجود کو کیونکر قائم رکھے جو اپنے فرض کو ادا نہیں کرتا‘‘۔ آپ مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’ہمارے مرزا صاحب‘‘ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد مرحوم و مغفور) ’’پچاس برس تک علاج کرتے رہے۔ ان کا قول تھا کہ ان کو کوئی حُکمی نسخہ نہیں ملا۔ سچ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے اِذن کے بغیر ہر ایک ذرّہ جو انسان کے اندر جاتا ہے کبھی مفید نہیں ہوسکتا‘‘۔ فرمایا کہ ’’توبہ و استغفار بہت کرنی چاہئے تا خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے۔ جب خدا تعالیٰ کا فضل آتا ہے تو دعا بھی قبول ہوتی ہے۔ خدا نے یہی فرمایا ہے کہ دعا قبول کروں گا اور کبھی کہا کہ میری قضاء وقدر مانو‘‘۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ) ’’اس لئے مَیں تو جب تک اِذن نہ ہولے کم امید قبولیت کی کرتا ہوں۔ بندہ نہایت ہی ناتواں اور بے بس ہے۔ پس خدا کے فضل پر نگاہ رکھنی چاہئے‘‘۔ (ملفوظات جلد3 صفحہ319۔ ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان)

اور اللہ تعالیٰ کے فضل پر نگاہ رکھنے کے لئے ہر وقت خدا تعالیٰ پر نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے، اس سے جُڑے رہنے کی ضرورت ہے۔ توبہ و استغفار کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے اور اس کے بندوں کا حق ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ رونا اور صدقات فردِ قراردادِ جرم کو ردّ کر دیتے ہیں، آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’دعا بہت بڑی سپر کامیابی کے لئے ہے۔ یونس کی قوم گریہ وزاری اور دعا کے سبب آنے والے عذاب سے بچ گئی۔‘‘ فرمایا کہ ’’میری سمجھ میں محاتبت مغاضبت کو کہتے ہیں‘‘ (یعنی آپس میں غضبناک ہونا اور ایک دوسرے سے غصہ کرنا یا کسی بات پر غصہ کرنا۔) فرمایا میری سمجھ میں تو محاتبت مغاضبت یعنی اس غصہ کے اظہار کو اور ناراضگی کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ ’’اور حُوت مچھلی کو کہتے ہیں اور نُون تیزی کو بھی کہتے ہیں اور مچھلی کو بھی۔ پس حضرت یونسؑ کی وہ حالت ایک مغاضبت کی تھی۔‘‘ (غصہ کی حالت تھی۔) ’’اصل یوں ہے کہ عذاب کے ٹل جانے سے ان کو شکوہ اور شکایت کا خیال گزرا کہ پیشگوئی اور دعا یوں ہی رائیگاں گئی اور یہ بھی خیال گزرا کہ میری بات پوری کیوں نہ ہوئی۔ پس یہی مغاضبت کی حالت تھی‘‘۔ فرمایا کہ ’’اس سے ایک سبق ملتا ہے کہ تقدیر کو اللہ بدل دیتا ہے اور رونا دھونا اور صدقات فردِ قراردادِ جرم کو بھی ردّی کر دیتے ہیں‘‘۔ فرمایا کہ ’’اصول خیرات کا اسی سے نکلا ہے۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرتے ہیں‘‘۔ فرماتے ہیں کہ ’’علم تعبیر الرؤیا میں مال کلیجہ ہوتا ہے۔ اس لئے خیرات کرنا جان دینا ہوتا ہے۔ انسان خیرات کرتے وقت کس قدر صدق وثبات دکھاتا ہے اور اصل بات تو یہ ہے کہ صرف قیل وقال سے کچھ نہیں بنتا جبتک کہ عملی رنگ میں لا کر کسی بات کو نہ دکھایا جاوے‘‘۔ فرمایا کہ ’’صدقہ اس کو اسی لئے کہتے ہیں کہ صادقوں پر نشان کر دیتا ہے۔ حضرت یونسؑ کے حالات میں دُرِّ منثور میں لکھا ہے کہ آپ نے کہا کہ مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ جب تیرے سامنے کوئی آوے گا۔ تجھے رحم آ جائے گا‘‘۔ اللہ تعالیٰ کو رحم آ جائے گا۔ (ملفوظات جلد1 صفحہ238-237۔ ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان)

ایک مجلس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا جس کی تفصیل اخبار البدر میں چھپی ہے کہ بعض لوگ باہر سے آئے۔ جمعہ کی نماز کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف فرما ہوئے تو اخبار والے لکھتے ہیں کہ ’’بعد ادائیگی جمعہ گردونواح کے لوگوں نے بیعت کی اور حضرت اقدس نے ان کے لئے ایک مختصر تقریر نماز روزہ کی پابندی اور ہر ایک ظلم وغیرہ سے بچنے پر فرمائی کہ اپنے گھروں میں عورتوں، لڑکیوں اور لڑکوں سب کو نیکی کی نصیحت کریں اور جیسے درختوں اور کھیتوں کو اگر پورا پانی نہ دیا جائے تو وہ پھل نہیں لاتے۔ اسی طرح جب تک نیکی کا پانی دل کو نہ دیا جائے تو وہ بھی انسان کے لئے کسی کام کا نہیں ہوتا‘‘۔ آپ نے فرمایا کہ نیکیوں کے ذکر گھروں میں چلتے رہنے چاہئیں تا کہ دعاؤں کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی رہے۔ استغفار کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی رہے باقی نیک اعمال کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی رہے اور یہی پانی ہے جس سے نیکی کا پودا پروان چڑھتا ہے۔ ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ لکھنے والے لکھتے ہیں کہ آپ نے ’’ہنسی اور ٹھٹھے کی مجلسوں سے پرہیز (کرنے) کی تاکید فرمائی۔ انبیاء کی وصیت یاد دلائی کہ صدقہ اور دعا سے بلا ٹل جاتی ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’اگر پیسہ نہ ہو تو ایک بوکا (ڈول) پانی کا کسی کو بھر دو۔‘‘ (یعنی کنوئیں میں سے ڈول ڈالتے ہیں، ڈول ڈال کے پانی بھر دو) ’’یہ بھی صدقہ ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’اپنے مال اور بدن سے کسی کی خدمت کر دینی یہ بھی صدقہ ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد5 صفحہ82-81۔ ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے کے لئے عبادتوں کی پابندی جہاں ضروری ہے وہاں ہر قسم کے ظلم و زیادتی سے بچنا بھی ضروری ہے اور لوگوں کے کام آنا بھی ضروری ہے۔ گھروں میں بجائے زیادہ وقت دنیاوی شغلوں میں گزارنے کے نیکی کی باتیں کرنے کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔ ایسی مجلسوں سے بچنے کی ضرورت ہے جہاں صرف ہنسی ٹھٹھا ہو رہا ہو۔ دوسروں کا مذاق اڑایا جا رہا ہو اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ معروف باتیں ہیں جو صدقہ ہیں۔ لوگوں کے کام آنا بھی صدقہ ہے۔ جو لوگوں کی مشکلات کو دور کرتا ہے وہ بھی صدقہ دیتا ہے۔ پس اس طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ:

’’تمام مذاہب کے درمیان یہ امر متفق ہے کہ صدقہ خیرات کے ساتھ بَلا ٹل جاتی ہے اور بَلا کے آنے کے متعلق خدا تعالیٰ پہلے سے خبر دے تو وہ وعید کی پیشگوئی ہے۔ پس صدقہ و خیرات سے اور توبہ کرنے اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے وعید کی پیشگوئی بھی ٹل سکتی ہے‘‘۔ فرمایا ’’ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اس بات کے قائل ہیں کہ صدقات سے بَلا ٹل جاتی ہے۔

(ملفوظات جلد9 صفحہ227۔ ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان)

اگر بلا ایسی شئے ہے کہ وہ ٹل نہیں سکتی تو پھر صدقہ وخیرات سب عبث ہو جاتے ہیں۔‘‘ پس اللہ تعالیٰ جب فرماتا ہے کہ میں صدقات قبول کرتا ہوں تو وہ ایسی صورت میں بھی قبول کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور قبول کرتا ہے جس کے بارے میں وہ بعض اوقات اپنے انبیاء اور فرستادوں کے ذریعہ سے بتا بھی دیتا ہے کہ ایسا ہوگا۔ انذار کی پیشگوئی بھی ہو جاتی ہے جیسا کہ یونس کی قوم کے بارے میں تھا اور اس کی قوم دعا اور صدقہ اور رونے دھونے سے بچ گئی اور جو تباہی کی پیشگوئی تھی وہ ٹل گئی۔ پس جب انبیاء کی کی گئی پیشگوئیاں بھی صدقہ وخیرات سے ٹل سکتی ہیں تو پھر جو مشکلات انسان کے اپنے عملوں کے نتیجہ میں سامنے آتی ہیں، خدا تعالیٰ کو بھولنے کے نتیجہ میں سامنے آتی ہیں وہ کیوں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے، استغفار اور توبہ کرنے سے اور صدقات کرنے سے نہیں ٹل سکتیں۔ یقیناً ٹل سکتی ہیں بشرطیکہ ہمارا رونا دھونا، دعا کرنا، صدقات کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ صدقہ خدا تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور برائی کی موت کو دور کرتا ہے۔ (سنن الترمذی کتاب الزکاۃ باب ماجاء فی فضل الصدقۃ حدیث 664)

پھر فرمایا کہ صدقہ دے کر آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور خرچ کرنے کی توفیق ہو۔

(صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ...الخ حدیث 1417)

اور پہلے ہم آپ کا یہ فرمان بھی سن چکے ہیں کہ اچھی باتوں، نیک باتوں پر عمل کرنا اور بری باتوں سے رکنا بھی صدقہ ہے۔ پس ان باتوں کو ہمیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے، جس کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ استغفار اور دعاؤں کی طرف توجہ بھی انتہائی ضروری ہے۔ دل سے نکلی ہوئی استغفار آئندہ گناہوں سے بھی بچاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے رحم کو بھی جوش میں لاتی ہے اور اس کا قرب بھی دلاتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ تم میں سے جس کے لئے باب دعا کھولا گیا تو گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگی جاتی ہے اس میں سے سب سے زیادہ اس سے عافیت طلب کرنا محبوب ہے‘‘۔ (سنن الترمذی کتاب الدعوات باب من فتح منکم باب الدعاء... الخ حدیث 3548)۔ اللہ تعالیٰ کی عافیت طلب کی جائے۔ اس کی پناہ میں آیا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ دعا اس ابتلاء کے مقابلے پر جو آچکا ہو اور اس کے مقابلے پر جو ابھی نہ آیا ہو نفع دیتی ہے۔ فرمایا کہ اے اللہ کے بندو! تم پر لازم ہے کہ تم دعا کرنے کو اختیار کرو۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 7 صفحہ 357 مسند معاذ بن جبلؓ حدیث 22394 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’یاد رکھو غفلت کا گناہ پشیمانی کے گناہ سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ یہ گناہ زہریلا اور قاتل ہوتا ہے۔ توبہ کرنے والا تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں‘‘۔ (جس نے سچی توبہ کی۔ استغفار کیا۔ اپنے گزشتہ گناہوں کی معافی مانگی۔ آئندہ گناہوں سے بچنے کا عہد کیا۔ اس طرح ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔) فرمایا کہ ’’جس کو معلوم ہی نہیں کہ مَیں کیا کر رہا ہوں وہ بہت خطرناک حالت میں ہے۔ پس ضرورت ہے کہ غفلت کو چھوڑ دو‘‘۔ (پتا ہونا چاہئے ہم کیا کر رہے ہیں، ہمارا ہر عمل کیسا ہے۔) فرمایا کہ ’’اور اپنے گناہوں سے توبہ کرو اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ جو شخص توبہ کر کے اپنی حالت کو درست کر لے گا وہ دوسروں کے مقابلہ میں بچایا جائے گا۔ پس دعا اسی کو فائدہ پہنچا سکتی ہے جو خود بھی اپنی اصلاح کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے سچے تعلق کو قائم کرتا ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’پیغمبر کسی کے لئے اگر شفاعت کرے لیکن وہ شخص جس کی شفاعت کی گئی ہے اپنی اصلاح نہ کرے اور غفلت کی زندگی سے نہ نکلے تو وہ شفاعت اس کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 230۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ دعا کی حقیقت کو سمجھنے والے ہوں۔ خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والے ہوں۔ استغفار کی طرف توجہ دینے والے ہوں۔ اپنے پچھلے گناہوں کی بخشش اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے طلب کرنے والے ہوں اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا عہد کر کے پھر اس کی بھرپور کوشش کرنے والے ہوں۔ بلاؤں کو دور کرنے کے لئے ایسے صدقات ادا کرنے والے ہوں جو خدا تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اپنی پناہ میں رکھے۔ دشمن اور ہر مخالف کے ہر حملے سے ہمیں محفوظ رکھے اور ان کے حملے ان پر الٹائے۔ ہم ہمیشہ خدا تعالیٰ کے ان بندوں میں شمار ہوں جو اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنے والے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے ہم وارث ہوں اور ان سے حصہ لینے والے ہوں۔

نمازوں کے بعد میں ایک جنازہ بھی پڑھاؤں گا جو مکرمہ سعدہ برتاوی صاحبہ کا ہے۔ مَرْعی برتاوی صاحب کی اہلیہ۔ حوش عرب دمشق میں ان کی وفات ہوئی تھی۔ ان کے گھر میں ہیٹنگ کے لئے استعمال ہونے والی گیس کے لِیک (Leak) ہونے کی وجہ سے آگ لگنے پر یہ شدید جھلس گئیں اور ہسپتال لے جایا گیا جہاں علاج کے نتیجہ میں طبیعت بہتر ہو گئی تھی۔ اس واقعہ پر انہوں نے بڑے صبر کا مظاہرہ کیا۔ حمد و شکر میں مصروف رہیں اور سب سے کہتی تھیں کہ وہ خدا کی تقدیر پر راضی ہیں۔ لیکن چار دن کے بعد ڈاکٹر کے مطابق انہیں ایک ہارٹ اٹیک ہوا جسے وہ برداشت نہیں کر سکیں اور 10؍جنوری 2017ء کو ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے اپنے خاوند کے بعد 2004ء میں بیعت کی تھی لیکن اخلاص و وفا میں اپنے خاوند اور بچوں سے بہت آگے تھیں۔ ان کے خاوند مکرم مَرعی صاحب بیان کرتے ہیں کہ بیعت کے کچھ عرصہ بعد حاملہ ہوئیں اور حمل کے دوران ایک دن سیڑھیوں سے گر گئیں اور خطرہ تھا کہ حمل ضائع نہ ہو گیا ہو۔ رات کو سوئیں تو خواب دیکھا کہ کوئی شخص آسمان سے آواز دیتا ہے کہ ڈرو مت، اللہ اس جنین کی حفاظت کرے گا اور اس پر فیصلہ کیا گیا کہ اگر بیٹا ہوا تو اس کا نام احمد رکھیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ پھر جب اس بچے کی عمر چھ سال تھی تو اسی قسم کا خواب دیکھا کہ آسمان سے آواز آتی ہے کہ اللہ اس بچے کی حفاظت کرنے والا ہے۔ اس کے بعد ایک دن اس بچے کے ساتھ ہائی وے (Highway) کے کنارے پر چل رہی تھی کہ اچانک اس بچے نے ہاتھ چھڑایا اور سڑک پار کرنے لگا۔ اس پر انہوں نے اپنا سر پکڑا اور آنکھیں بند کر لیں۔ جب آنکھیں کھولیں تو ان کا بچہ بالکل ٹھیک ٹھاک سڑک کی دوسری طرف پہنچ چکا تھا اور ہاتھ ہلا رہا تھا۔ اس پر انہیں اپنی وہ خواب یاد آ گئی۔ ان کے میاں بیان کرتے ہیں کہ نیکیوں میں سبقت لے جانے والی تھیں۔ جب بھی مجھے کسی کے ساتھ کوئی نیکی کرنے کا خیال آتا اور میں کہتا کہ میں اہلیہ کو بتاؤں گا کہ ہمیں ایسا کرنا چاہئے تو وہ بتاتی کہ مجھے بھی یہی خیال آیا تھا اور میں نے اس یقین سے اس پر عمل کر دیا ہے کہ آپ مخالفت نہیں کریں گے بلکہ حوصلہ افزائی کریں گے۔ خاوند ابھی سوچ رہا ہوتا تھا اور یہ نیکی کر چکی ہوتی تھیں۔ خاوند کہتے ہیں کہ اس قسم کے واقعات سے شاید ہی کوئی ہفتہ خالی گزرا ہو۔

جرمنی میں آپ کے داماد مصعب شُوَیرِی صاحب کہتے ہیں کہ بہت نیک سیرت اور سادہ لوح خاتون تھیں۔ کسی سے دشمنی نہ تھی۔ بہت سخاوت کرنے والی تھیں۔ ان کے خاوند کی 2009ء سے 2013ء تک کی گرفتاری کے دوران انہوں نے بہت محنت کر کے بچوں کا پیٹ پالا اور سب کو سنبھالا اور گزشتہ قرض بھی ادا کئے۔ ہر کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ سب سے محبت اور پیار سے پیش آتیں۔ چندے ہمیشہ باقاعدگی سے ادا کرتی تھیں۔ ان کی تدفین دمشق کے علاقے حوش عرب میں ہوئی ہے جہاں تدفین سے قبل احمدیوں اور غیر احمدیوں نے الگ الگ جنازہ پڑھا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی نسلوں کو بھی جماعت اور خلافت سے پختہ تعلق قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ رپورٹ دورہ کینیڈا از صفحہ نمبر 20

بقیہ رپورٹ دورہ کینیڈا از صفحہ نمبر 20

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** میرا نہیں خیال کہ کسی قسم کا ردِّعمل ہو گا۔ میں تو بعض ایسے مسلمانوں کو بھی جانتا ہوں جو Trump کے حق میں بول رہے تھے۔ ہر ایک کو مکمل آزادی حاصل ہے۔ ردِعمل تو اس وقت ہو جب واقعی حکومت کی طرف سے کوئی ایسی سخت پالیسی آجائے جس سے مسلمانوں کو دھچکا لگے۔ میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اگر ڈونلڈ ٹرمپ جیت بھی جاتا ہے تو وہ کبھی بھی اپنی پالیسیوں پر عمل نہیں کرے گا۔ یہ صرف اس کے الیکشن جیتنے کے حربے ہیں۔

☆ **ریڈ ایف ایم ریڈیو کے نمائندہ Risi صاحب نے کہا کہ میرا سوال ’اسلاموفوبیا‘ کے بارہ میں ہے۔ دنیا میں اس وقت بہت سے لوگ اسلام کے خلاف باتیں کر رہے ہیں۔ ہم اس مسئلہ کو کس طرح حل کر سکتے ہیں؟**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**۔ جہاں تک Islamophobia کا سوال ہے تو بعض لوگ اس میں حق بجانب ہیں۔ میں کئی خطابات میں کہہ بھی چکا ہوں کہ extremist groups نے ویسٹرن ورلڈ میں ایک خوف پیدا کر دیا ہے۔ پیرس، بیلجیم اور جرمنی میں ہونے والے حملوں نے اور نائین الیون کے بعد 7/7 کو لنڈن میں ٹرین کے ساتھ ہونے والے واقعات نے خوف پیدا کیا ہے اور یہ آہستہ آہستہ بڑھ رہا ہے۔ اب extremist groups نے حملوں میں زیادہ تیزی پیدا کر دی ہے۔ اگر تیزی پیدا نہیں ہوئی تو کم ازکم اعلان کر دیتے ہیں کہ یہ حملہ بھی ہم نے کیا ہے اور وہ حملہ بھی ہم نے کیا ہے۔ کینیڈا میں ایک ٹرین کا واقعہ ہوا اور ایک دوسرا واقعہ بھی ہوا۔ امریکہ میں بھی دو تین واقعات ہوئے۔ تو یہ ساری چیزیں خوف پیدا کرتی ہیں۔ اس لئے ان کا خوف حق بجانب ہے۔ لیکن یہ اسلامی تعلیم نہیں ہے۔ اسلامی تعلیم تو extremism کے خلاف ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ قرآن کریم بڑے واضح طور پر کہتا ہے کہ اسلامی تعلیمات میں کسی قسم کی کوئی شدت پسندی کی جگہ نہیں ہے اور نہ رسولِ کریم ﷺ کی سنت سے ثابت ہے۔ اسلام کے اندر ہر قسم کے خودکش حملے یا کلبوں پر ہونے والے حملے یا اس قسم کی دوسری کارروائیاں مکمل طور پر منع ہیں۔ اگر ہم اسلام کی اصل تعلیمات کا مطالعہ کریں اور اسلام کی اصل تعلیمات کو پھیلائیں جو کہ احمدی مسلمان کر رہے ہیں تو یہی ایک طریق ہے جس سے مغربی دنیا کے لوگوں کے ذہنوں میں سے اسلام کا خوف نکالا جا سکتا ہے۔

☆ **اس کے بعد ایک جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آپ ایسا کیوں سمجھتے ہیں کہ ٹرمپ کی حکومت ٹرمپ کی باتوں پر عمل نہیں کرے گی؟**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ Donald Trump کو اپنی پارٹی کی پالیسی پر عمل کرنا پڑے گا۔ ان کی پارٹی کا کوئی نہ کوئی تو منشور ہو گا۔ اور میرا نہیں خیال کہ اس کی پارٹی کا منشور یہ کہتا ہو کہ تم مسلمانوں کے خلاف ظلم کرو۔ اس کے علاوہ امریکہ کی حکومت کے پیچھے پینٹاگون اور سی آئی اے کا بھی ہاتھ ہوتا ہے اور میرا نہیں خیال کہ وہ اپنے ملک میں بھی اُسی قسم کا اضطراب اور فساد دیکھنا چاہتے ہیں جو دنیا کے بعض دیگر ممالک میں نظر آ رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ الیکشن جیتنے کے بعد ٹرمپ کا رویہ ایک رات میں تبدیل ہو گیا ہے۔ کل تک تو وہ کہہ رہا تھا کہ ہیلری کلنٹن کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہونا چاہئے اور آج کہہ رہا ہے کہ ہیلری کلنٹن تو ہمارے ملک کا اثاثہ ہے اور اس کے ساتھ اس کے مطابق سلوک ہونا چاہئے۔ تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بدل گیا ہے۔

☆ **ہیرالڈ نیوز پیپر اور کیلگری سَن کے صحافی Michael نے دوبارہ سوال کیا کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ مغربی ممالک میں اسلاموفوبیا کو ختم کر رہے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ پیرس، بیلجئم اور جرمنی میں ہونے والے حملوں کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ دوسری طرف آپ کو یہ بات بھی پریشان کرتی ہو گی کہ بعض مغربی ممالک مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے جیسا کہ Calais میں مسلمان مہاجرین کے لئے کیمپس بنائے گئے جو بعد میں ختم کر دیئے گئے۔**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**۔ وہ سارے غیر قانونی immigrants ہیں اس لئے انہوں نے Calais میں کیمپس بنائے ہیں۔ اور یہ کیمپ صرف Calais میں نہیں بلکہ جرمنی میں بھی بہت ساری جگہوں پر بنائے گئے ہیں کیونکہ سیرین ریفیوجیز اور بعض دیگر ملکوں کے ریفیوجیز کی ایک بہت بڑی تعداد جرمنی میں آئی ہے۔ لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان کیمپوں میں رہنے والے مہاجرین غیر قانونی کام نہیں کر رہے ہیں یا پھر غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث نہیں ہیں۔ لہٰذا حکومت ملک میں امن و امان کے لئے ان کیمپوں کو ختم کر رہی ہے اور ان مہاجرین کو ایسی جگہوں پر رکھ رہی ہے جہاں انہیں بآسانی کنٹرول کیا جا سکے اور ان پر نظر رکھی جا سکے۔ اس کی

ابتداحکومت کی طرف سے نہیں بلکہ مہاجرین کی طرف سے ہوئی جنہوں نے ملکی قانون کو توڑنے کی کوشش کی۔ یہ مہاجرین بڑی بڑی سڑکوں پر ٹریفک روک رہے تھے اور بعض جگہ انہوں نے ٹرکوں اور کاروں کو بھی لُوٹا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت کو بھی اقدام اٹھانے پڑے۔ اگر وہ پُرامن طور پر رہ رہے ہوتے تو میرا نہیں خیال کہ حکومت کبھی بھی ان کے خلاف کوئی قدم اٹھاتی۔ اب جب حکومت نے ان کے خلاف کارروائی کی ہے تو وہ آگے سے سختی دکھا رہے ہیں بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ انتقام لینے پر تُلے ہوئے ہیں۔ تو اس طرح یہ لوگ انصاف سے کام نہیں لے رہے۔

☆ اس کے بعد میٹرو نیوز پیپر کے نمائندہ نے **دوبارہ سوال کیا کہ آپ کی جماعت کیلگری میں حکومت کی طرف سے ہونے والی parades میں شامل ہوتی ہے اور کینیڈین لوگوں تک پہنچنے کے لئے اسی قسم کی دوسری تقریبات بھی منعقد کرتی ہے۔ آپ کے خیال میں خاص اس وقت کینیڈین لوگوں تک پہنچنا کیوں ضروری ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔
یہ صرف اِس وقت ضروری نہیں بلکہ یہ کام تو ہم ہمیشہ سے کر رہے ہیں اور یہی ہمارا مشن ہے۔ ہماری جماعت کا کام ہی تبلیغ کرنا ہے۔ ہمارا مقصد ہی یہ ہے کہ حقیقی اسلام کا پیغام پھیلایا جائے اور یہی ہم کر رہے ہیں۔ دنیا کے موجودہ حالات ایسے ہیں کہ لوگ اسلام سے خوفزدہ ہیں۔ ہم لوگوں کے ذہنوں سے اسلام کے بارہ میں خوف نکالنے کے لئے اسلام کی حقیقی اور پُرامن تعلیمات کو پھیلا رہے ہیں اور لوگوں کو سمجھا رہے ہیں کہ ہم جہاں بھی رہتے ہیں امن، پیار اور ہم آہنگی کے ساتھ رہتے ہیں اور یہی اسلام کا حقیقی پیغام ہے۔

☆ اس کے بعد Red FM ریڈیو کے نمائندہ **Risi نے سوال کرتے ہوئے کہا کہ جب یہ شدت پسند مختلف جگہوں پر اسلام کے نام پر ہونے والے حملوں کی ذمہ داری لیتے ہیں تو اسلاموفوبیا میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس پر آپ کا کیا ردِّعمل ہوتا ہے؟**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔** مَیں پہلے بھی کئی مرتبہ اپنے خطابات اور انٹرویوز وغیرہ میں کہہ چکا ہوں کہ یہ اسلام کی اصل تعلیم نہیں ہے۔ یہ لوگ جو کچھ بھی کر رہے ہیں وہ اسلامی تعلیمات کے منافی ہے اور یہ لوگ صرف اور صرف اسلام کا نام بدنام کر رہے ہیں۔ میں جب بھی اس قسم کی گھناؤنی حرکتیں دیکھتا ہوں تو اپنی جماعت کو کہتا ہوں کہ پہلے سے بڑھ اسلام کی اصل تعلیمات کو پھیلانے کی کوشش کریں۔

یہ پریس کانفرنس دو بجکر دس منٹ تک جاری رہی۔

....

ٹی وی چینل 660 News کے نمائندہ سے انٹرویو

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے جہاں کیلگری کے مشہور ٹیلیویژن چینل News 660 کے سینئر جرنلسٹ Ian Campell نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا۔ جرنلسٹ نے سب سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شکریہ ادا کیا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کیلگری تشریف لائے اور انٹرویو کے لئے وقت دیا۔

☆ اس کے بعد **جرنلسٹ نے پہلا سوال یہ کیا کہ کل رات امریکہ میں ہونے والے الیکشن کے بارہ میں آپ کے کیا تاثرات ہیں؟**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔** جو نتیجہ نکلا ہے اس کی توقع تو امریکن شہریوں کو بھی نہیں تھی۔ لیکن گزشتہ دنوں میں ماہرین نے رائے دینا شروع کر دی تھی کہ دونوں فریق برابر ہی ہیں۔ دونوں میں سے کوئی بھی جیت سکتا ہے۔ چونکہ لوگوں نے پہلے ہی کہنا شروع کر دیا تھا اس لئے الیکشن کے نتائج اتنے بھی حیران کن نہیں ہیں۔

☆ **جرنلسٹ نے سوال کیا کہ دنیا بھر میں لاکھوں احمدی بستے ہیں۔ کیا آپ وائٹ ہاؤس اور Donald Trump کے ساتھ اپنے تعلقات میں بہتری دیکھتے ہیں؟**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔** اصل میں Donald Trump اسلامی تعلیمات سے ناواقف ہے۔ اگر اسے صحیح تعلیمات کا علم ہوتا تو وہ باتیں نہ کہتا جو اس نے کہی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ چند انتہاپسند لوگ اسلام کے نام پر ظلم و بربریت کر رہے ہیں تو Donal Trump کے ردِعمل کی وجہ سمجھ آتی ہے۔ لیکن بجائے اس کے کہ وہ اسلام کی صحیح تعلیمات سمجھنے کی کوشش کرتا اور یہ سمجھتا کہ یہ جو دہشتگرد کر رہے ہیں یہ اسلام کی تعلیم نہیں اس نے تمام دنیا کے مسلمانوں اور اسلام کو اور اپنے ملک میں بسنے والے مسلمانوں کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ اگر دیکھا جائے تو ساری دنیا میں گنتی کے چند ایک لوگ ہیں جنہوں نے یہ ظالمانہ رویہ اختیار کیا ہوا ہے جبکہ دنیا میں 1.6 بلین مسلمان ہیں اور یہ سب تو اس میں شامل نہیں ہیں۔ اس لئے میرے خیال میں اگر اس نے مسلمان کمیونٹی سے تعلقات بنائے ہوتے تو اس کے لئے بہتر ہوتا۔

جرنلسٹ نے عرض کیا کہ کیا آپ ان کے ساتھ اپنے تعلقات کو بہتر ہوتا دیکھتے ہیں یا آپ امید کرتے ہیں کہ وہ اپنی اصلاح کر لے گا؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔** میرے خیال میں جب وہ اپنا دفتر سنبھالے گا تو خود بھی اسلام کی حقیقت کو سمجھنا چاہے گا۔ کیونکہ اُس نے جو باتیں پہلے کی تھیں وہ صرف الیکشن جیتنے کے لئے تھیں۔ اور جہاں تک میرا خیال ہے امریکہ کے پریذیڈنٹ کو اتنی اجازت نہیں ہوتی کہ وہ ہر جگہ پر اپنی مرضی چلا سکے۔ اس لئے اس کو اور بہت سی باتوں کا خیال رکھنا پڑے گا۔

جرنلسٹ نے عرض کیا کہ آپ کا خیال ہے کہ Trump اپنے وعدے پورے کرے گا؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** میرے خیال میں وہ کبھی بھی ان باتوں پر عمل نہیں کرے گا اور مجھے امید بھی ہے کہ وہ ایسا نہیں کرے گا۔ لیکن اگر وہ کرتا ہے تو پھر بہت فساد پیدا ہوگا۔

☆ اس کے بعد جرنلسٹ نے **سوال کیا کہ آپ لوگوں کو کیسے یقین دلائیں گے کہ Donald Trump کے آنے سے پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں؟**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔** لوگوں کے دلوں میں جو خوف ہے وہ Trump کی ان باتوں کی وجہ سے ہے جو اس نے الیکشن سے پہلے کی تھیں۔ آپ دیکھیں کہ دنیا میں پہلے ہی بہت فسادات ہو رہے ہیں۔ مشرق وسطیٰ میں مسلمان حکومتیں اپنی ذمہ داریاں نہیں نبھا رہیں جس کے نتیجہ میں وہاں صورتحال کافی خراب ہے۔ تو ان حالات کو مدّنظر رکھتے ہوئے اگر وہ اپنی باتوں پر عمل کرے گا تو یہاں بھی وہی صورتحال پیدا ہوگی جو مشرق وسطیٰ کے ممالک میں ہے بلکہ خانہ جنگی کی طرف بھی جا سکتی ہے۔

☆ **جرنلسٹ نے اگلا سوال کیا کہ آپ کے خیال میں آپ کی جماعت کے لئے سب سے بڑی دشواریاں کیا ہیں؟**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔** جہاں تک ہماری بات ہے تو ہم ایک تبلیغ کرنے والی جماعت ہیں۔ ہم تو قرآن کریم کی بیان کردہ اسلام کی صحیح تعلیم جو امن و امان اور آشتی کے پیغام پر مشتمل ہے دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔ ہم قانون کی پیروی کرنے والے لوگ ہیں۔ ہمارا ردِّعمل بھی پُرتشدد نہیں ہوتا۔ پاکستان میں تو ہمارے خلاف قوانین بھی موجود ہیں جیسے کہ 1974ء میں ہمارے خلاف قانون بنایا گیا اور ہمیں غیر مسلم قرار دیا گیا اور اسی طرح 1984ء میں ملٹری حکومت نے اس قانون کو اور سخت کیا اور ہمیں اسلامی شعائر پر عمل کرنے سے بھی روک دیا۔ ہم اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے نہ ہی تبلیغ کر سکتے ہیں اس کے باوجود ہم نے کوئی پرتشدد کارروائی نہیں کی۔ ہم جہاں بھی رہتے ہیں قانون کی پیروی کرتے ہیں۔ اگر ہمیں یہ محسوس ہو کہ ہم کسی جگہ کے خاص حالات کے باعث وہاں نہیں رہ سکتے تو ہم ہجرت کر لیں گے۔ کہاں کریں گے؟ یہ خدا بہتر جانتا ہے۔ لیکن میرے خیال میں دنیا کی کوئی بھی بڑی طاقت ایسے حالات نہیں پیدا کرنا چاہے گی کہ اس کے اپنے شہریوں کو ملک چھوڑنا پڑے۔

☆ **جرنلسٹ نے سوال کیا کہ بعض لیڈر لوگوں میں اسلام کے مخالف جذبات پیدا کر رہے ہیں اور ISIS نے بھی ایک بڑی مشکل پیدا کی ہے تو ان مسائل کے پیش نظر آپ کے لئے امن کا پیغام پہنچانا کتنا مشکل ہے؟**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔** اصل مشکل یہ ہے کہ وہ جو بھی ظلم و ستم کر رہے ہیں وہ اسلام کے نام پر کر رہے ہیں۔ ہم واحد جماعت ہیں جو ان حملوں کے جواب دے رہی ہے اور اپنے عمل سے لوگوں کے شکوک دور کر رہے ہیں۔ ہمارے لئے اصل دشواری یہ ہے کہ ہمیں پہلے سے بڑھ کر اسلام کو صحیح پیغام پہنچانے کے لئے محنت کرنے کی ضرورت ہے۔

☆ **جرنلسٹ نے سوال کیا کہ ہم نے ’اسلاموفوبیا‘ کے بعض واقعات یہاں کیلگری میں اور باقی دنیا میں بھی دیکھے ہیں۔ آپ کے خیال میں ایسا کیوں ہے؟ کیا اس کی وجہ جاہلیت ہے؟**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔** یہ جاہلیت ہی ہے۔ بعض نام نہاد علماء ذاتی مفاد کی خاطر اور بعض دہشتگرد گروہوں کی وجہ سے اسلام کی اور قرآن کی صحیح تعلیمات کو غلط رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ اگر یہ لوگ قرآن کا مطالعہ کریں یا وہ تقاریر ہی سن لیں جو میں نے کی ہیں تو شاید ان لوگوں کو سمجھ آجائے۔ ان تقاریر میں میں نے قرآن کریم کی متعدد آیات پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ قرآن اس طرح کے ظلم و ستم کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی دوسری آیت میں فرماتا ہے کہ ’خدا تعالیٰ تمام جہانوں کا رب ہے اور سب کو رزق عطا کرتا ہے اور ان کو پالتا ہے۔‘ اور بانیٔ اسلام ﷺ تمام دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اگر یہ بات سچ ہے تو کیسے ممکن ہے کہ وہ لوگ جو یہ ظلم و ستم کر رہے ہیں وہ بخش دیئے جائیں گے۔ جو لوگ اسلام کے نام پر یہ ظلم کر رہے ہیں وہ ضرور خدا تعالیٰ کے مورد عتاب ٹھہریں گے۔

☆ **جرنلسٹ نے سوال کیا کہ شام کے لوگوں کی مدد کے لئے جو اقدامات کئے جا رہے ہیں، آپ کے خیال میں یہ کافی ہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ جو کچھ بھی ہو رہا ہے یہ بہت پہلے ہونا چاہئے تھا۔ اور اب بھی جو کچھ ہو رہا ہے یہ کافی نہیں ہے۔ ان دہشتگرد تنظیموں کو ابھی بھی تیل کی refineries تک رسائی حاصل ہے اور وہ یہ تیل مختلف حکومتوں کو بیچ رہے ہیں اور ایک بینک سے دوسرے بینک میں پیسے ٹرانسفر کئے جا رہے ہیں۔ پھر یہ بھی دیکھیں کہ ان کو اسلحہ کہاں سے مل رہا ہے۔ اس لئے جو بھی اقدامات ہو رہے ہیں یہ کافی نہیں ہیں۔

☆ **جرنلسٹ نے آخری سوال کیا کہ کینیڈا کے لوگ اسلام کی موجودہ حالت دیکھ رہے ہیں اور Donald Trump سے سن رہے ہیں کہ وہ امریکہ میں مسلمانوں کے آنے پر پابندی لگا دے گا۔ اس حوالہ سے آپ کا اپنے پیروکاروں کے لئے کیا پیغام ہے؟**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔** میرا پیغام اپنے پیروکاروں کے لئے یہی ہے کہ ہمیشہ امن و امان سے رہیں۔ میرا ہمیشہ یہی پیغام رہا ہے جو میں اپنی جماعت کو MTA کے ذریعہ بھی پہنچاتا ہوں کہ کبھی بھی شدید ردّعمل کا اظہار نہیں کرنا اور نہ ہی قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا ہے۔ بلکہ قانون کی ہمیشہ پیروی کرنی ہے۔

آخر پر اس جرنلسٹ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کیا۔

....

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ان پر ہدایات سے نوازا۔

....

پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چھ بجے مسجد بیت النور کے ہال میں تشریف لائے جہاں یونیورسٹیز اور کالجز میں تعلیم حاصل کرنے والی طالبات کی حضور انور کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔ اس کلاس میں 76 طالبات شامل ہوئیں۔

یونیورسٹیز اور کالجز میں تعلیم حاصل کرنے والی طالبات کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ نشست

☆ کلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو سدرۃ المنتہیٰ صاحبہ نے کی اور اس کا انگریزی ترجمہ شوار یا باجوہ صاحبہ نے پیش کیا۔ اس کے بعد نائلہ چوہدری صاحبہ نے اطاعت کے موضوع پر عربی میں حدیث پیش کی جس کا انگریزی ترجمہ روکاش رانا صاحبہ نے پیش کیا۔

☆ **بعد ازاں عائشہ ملک صاحبہ نے شہد کی مکھیوں اور قرآن کریم پر ایک پریزنٹیشن دی۔**

موصوفہ نے بتایا کہ شہد کی مکھیاں مل جل کر رہتی ہیں اور ان کا ایک باقاعدہ نظام ہوتا ہے جس میں ان کی ایک ملکہ ہوتی ہے اور باقی اس کے تحت ہوتی ہیں جن کے سپرد

مختلف کام ہوتے ہیں۔ قرآن کریم کی سورۃ النحل کی آیت 69 میں بیان ہوا ہے کہ ’’اور تیرے ربّ نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ پہاڑوں میں بھی اور درختوں میں بھی اور ان (بیلوں) میں جو وہ اونچے سہاروں پر چڑھاتے ہیں گھر بنا۔‘‘

چنانچہ شہد کی مکھیاں ایسی ہی جگہوں پر گھر بناتی ہیں۔ شہد کے چھتے ایک منفرد خاصیت رکھتے ہیں۔ ہر قسم کے کام نہایت منظّم طریقے سے ہوتے ہیں۔ شہد کے چھتوں میں ایک خاص حد تک نمی کا ہونا لازمی ہے۔ اس میں کمی بیشی سے شہد کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے چھتہ کی نمی کو ایک خاص حد تک برقرار رکھنے کا کام بھی کچھ مکھیوں کے سپرد ہوتا ہے۔ سورۃ النحل کی آیت 70 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ’’پھر ہر قسم کے پھلوں میں سے کھا اور اپنے ربّ کے رستوں پر عاجزی کرتے ہوئے چل۔ ان کے پیٹوں میں سے ایسا مشروب نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہیں اور اس میں انسانوں کے لئے ایک بڑی شفا ہے۔ یقیناً اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے بہت بڑا نشان ہے۔‘‘

شہد کی مکھیاں پھولوں سے nectar اکھٹا کرتی ہیں اور اس کو اپنے پیٹ سے نکلنے والے ایک انزائیم انورٹیز (Invertase) سے ملا کر شہد بناتی ہیں۔

جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے شہد کے استعمال سے بہت سی بیماریوں کے لئے شفا ہے۔ اسی طرح تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ شہد کو بہت سی بیماریوں میں استعمال کر کے شفا حاصل کی جاسکتی ہے۔ مثلاً شہد کو زخموں اور جلے ہوئے حصوں پر لگایا جاسکتا ہے۔ موسموں کی allergies کو کم کیا جاسکتا ہے۔ بچوں کی پیٹ کی بیماری Gastroenteritis میں بہت مفید ہے۔ اس سے انفیکشن کو بھی ختم کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس سے بیکٹیریا ختم ہوتا ہے خاص طور پر Manuka Honey سے زخموں کے انفیکشن میں بہت فائدہ ہوتا ہے۔ نیز قدرتی شہد کھانسی کے لئے بھی بطور علاج استعمال ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ عام مکھی اور شہد کی مکھی میں فرق الہام کا ہے۔ ایک گند کھاتی ہے اور ہر کوئی اس سے تنگ آتا ہے اور دوسری نیکٹر (Nector) کھاتی اور شفا والی چیز بناتی ہے۔ گند پر بیٹھنے والی مکھیاں بیماریوں کے پھیلانے کا پیش خیمہ ہیں جبکہ شہد کی مکھیاں بیماریوں سے شفا کی اشیاء بناتی ہیں جس کا کوئی مقابلہ نہیں۔ الہام نے شہد کی مکھیوں کو مکمل اطاعت، تنظیم اور لگن کا مادہ سکھایا ہے۔ سائنس نے قرآن کریم کی پندرہ سو سال قبل بات کو ثابت کر دیا ہے۔

☆ اس کے بعد ایک طالبہ نے سوال کیا کہ ہم نے یہ مشاہدہ کیا ہے کہ شہد کی مکھیاں غائب ہو رہی ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ یہ غائب تو نہیں ہو رہیں مگر اس کا خطرہ ضرور ہے۔ اور اس کی وجہ زہریلے کیمیکلز ہیں جو کیڑے مکوڑے مارنے کے لئے پودوں پر چھڑکے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے حشرات کو مارا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس وجہ سے 30 فی صد مکھیاں کم ہوگئی ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ نے بتایا ہے کہ منوکا (manuka) شہد زخموں کو مندمل کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ پراپولس (Propolis) بھی شہد کی قسم ہے اس پر کوئی تحقیق نہیں کی؟ پراپولس میں شفا کی زیادہ بہتر خاصیت ہے۔ آجکل manuka پر زیادہ زور ہے حالانکہ اصل میں پراپولس میں خاص شفا ہے۔ پراپولس ایک قسم کا شہد ہے جو شہد کی مکھیوں کی ملکہ کو کھلایا جاتا ہے۔ اور شہد کی مکھیاں اس شہد کو اپنے چھتے کو متاثر ہونے سے بچانے کے لئے بھی استعمال کرتی ہیں۔

حضورِ انور کے استفسار پر موصوفہ نے بتایا کہ وہ پولیٹیکل سائنس کی طالبہ ہیں۔

اس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ پولیٹکل سائنس کا شہد کی مکھی کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ یہ تحقیق تو بائیولوجی کی سٹوڈنٹ یا کسی entomologist یا Apiculturist کو پیش کرنی چاہئے تھی جسے شہد کی مکھیوں میں دلچسپی بھی ہوتی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ پراپولس میں دوسرے شہد کی نسبت زیادہ شفا پائی جاتی ہے اور اس کی تحقیق ڈنمارک میں 1970 کے آغاز میں شروع ہوئی تھی۔ پراپولس اب تو کمرشلائز بھی ہو گیا ہے۔ اس کی مرہم بھی ملتی ہے اور دوسری مصنوعات بھی ہیں۔

☆ اس کے بعد دوسری presentation سائیکالوجی کی طالبہ نے Resperate & Body Scan پر دی۔ موصوفہ نے بتایا کہ انہوں نے سائیکالوجی میں بی ایس سی اور اکنامکس میں بی اے کیا ہوا ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ آپ کو اس non-pharmacuetical device کا کیسے پتہ چلا؟ کیا آپ نے اس کے بارہ میں خود تحقیق کی تھی؟

اس پر موصوفہ نے عرض کیا کہ ان کی کلاس میں اس آلہ کے حوالہ سے پراجیکٹ تھا۔ اس لئے انہیں اس کو سٹڈی کرنے کا موقع ملا۔

موصوفہ نے بتایا:۔ میری تحقیق اس بات پر ہے کہ Resperate اور باڈی سکین میں سے زیادہ بہتر کونسی چیز ہے؟ رسپریٹ ایک ایسا آلہ ہے جو کہ بغیر کسی دوائی کے سانسوں کی مقدار کو کم کر کے بلڈ پریشر کو کم کرنے کے لئے حال ہی میں بنایا گیا ہے۔ اس آلہ کے ساتھ ایک sensor لگا ہوتا ہے جسے سینہ پر لگاتے ہیں تا کہ سانسوں کا مشاہدہ کیا جاسکے اور اس کے ساتھ ایک ہیڈ فون ہوتا ہے جس میں موقع کی مناسبت سے ہدایات دی جاتی ہیں جس میں میوزک کی ٹون (Tone) بھی ہوتی ہے۔ 2002ء میں امریکہ کی FDA (فوڈ اینڈ ڈرگ ایڈ منسٹریشن) نے باقاعدہ اس چیز کو تسلیم کیا کہ اس آلہ کے ذریعہ بلڈ پریشر میں کمی کی جاسکتی ہے۔ دوسری طرف ’باڈی سکین‘ والی مشین ایک ویڈیو چلاتی ہے جس میں شامل ہونے والے آنکھیں بند کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور وہ جسم کے مختلف حصوں کی طرف توجہ دلاتی ہے اور رہنمائی کرتی ہے۔

میری تحقیق کے مطابق باڈی سکین video active control کی طرح کام کرتی ہے۔ تحقیق کے دوران مریضوں سے پندرہ سوال کیے گئے۔ سوالات سے معلوم ہوا کہ صرف 17 فیصد لوگوں نے relax ہونے کی کوشش کی جبکہ باقی لوگوں نے کوئی کوشش نہیں کی۔ تحقیق میں مریضوں پر دونوں مشینوں کو آزمایا گیا۔ پانچ منٹ کے لئے تین مرتبہ مشین کو لگایا گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ مریضوں کی سانسیں ایک منٹ میں 10 مرتبہ تک پہنچ گئی جو اس مشین کا مقصد تھا۔ جبکہ دونوں مشینوں سے دل کی دھڑکن میں کوئی فرق نہیں آیا۔ انسان زیادہ تر پریشانی کی حالت میں مختلف جسمانی تبدیلیوں سے گزرتا ہے۔ جس میں سے دل کی دھڑکن کی تیزی، سانسوں کی تیزی، پسینہ، Pupil Dilation ہوتی ہے۔ باڈی سکین کی نسبت رسپریٹ کے ذریعہ سے سانسوں کی تعداد میں کمی واقع ہوئی۔ اس تحقیق کے دوران میں نے ایک مقالہ پڑھا جس سے معلوم ہوا کہ آوے مریا (Ave Maria) کی دعائیں (عیسائیوں کی دعائیں) یا یوگی منتر پڑھنے سے ایک منٹ میں چھ سانسوں تک کم کی جاسکتی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ممکن ہے عیسائیوں کی rosary prayer یا یوگی منتر بنیادی طور پر مذہبی عمل ہیں مگر شروع میں صرف سانسوں کی رفتار کم کرنے، ذہنی یکسوئی اور سکون حاصل کرنے کے لئے ہوں۔ ان تحقیقات میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مراقبہ کرنے سے ذہنی سکون حاصل کیا جاسکتا ہے۔ مراقبہ میں لوگ بغیر کسی تعصب کے غور و فکر کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں ان کی سوچ میں کس طرح تبدیلیاں آتی ہیں۔

موصوفہ نے بتایا:۔ حیران کن بات یہ ہے کہ قرآن پاک نے ہم مسلمانوں کو پندرہ سو سال پہلے بتا دیا تھا کہ ہم اپنی پریشانی کو کس طرح کم کر سکتے ہیں۔ سورۃ الرعد کی آیت 29 میں ہے کہ ’’وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ سنو! اللہ ہی کے ذکر سے دل اطمینان پکڑتے ہیں۔‘‘ اس کے علاوہ نماز کے دوران جسمانی حرکات ہمارے جسم اور روح کے لئے ایک اچھی ورزش کا ذریعہ بھی ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ رسپریٹ آلہ پر تحقیق کر رہی ہیں یا اس کو پروموٹ کر رہی ہیں؟

اس پر طالبہ نے عرض کیا کہ یہ ایک مہنگا آلہ ہے جس کی کئی سو ڈالر قیمت ہے۔ ہم یہ تحقیق کر رہے ہیں کہ اس کا فائدہ ہے یا نہیں۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: اتنے زیادہ پیسے خرچ کرنے سے تو ہوسکتا ہے ویسے ہی انسان کی سانس ختم ہو جائے۔ پھر اس کا کیا فائدہ ہوگا۔ کوئی ایسی بات بتاؤ جو سستی بھی ہو اور بغیر دوائی کھائے بلڈ پریشر بھی نہ ہو اور سانس بھی ٹھیک رہتا ہو۔ جو بلڈ پریشر کے مریض ہیں وہ دکان پر جائیں گے اور قیمت پتہ کریں گے تو وہیں ان کا بلڈ پریشر ہائی ہو جائے گا۔

☆ ایک اور طالبہ نے عرض کیا کہ ایک سستی چیز ورزش ہے جو آپ کے آرام کی حالت میں دل کی دھڑکن کو بھی کم کرتی ہے اور سانسوں کی رفتار کو بھی کم کرتی ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ ورزش کر تو سکتے ہیں مگر ہر ایک کے لئے ورزش کرنا بہت مشکل ہے۔ ویسے تو قرآن شریف بھی کہتا ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کون یہ ذکر کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا نمازیں پڑھنا ہی ہے۔ آپ لوگوں کا ڈرامہ لگا ہوتا ہے تو نمازیں چھوڑ دیتی ہیں۔ کہتی ہیں بعد میں پڑھ لیں گے۔ پتہ نہیں ڈرامہ کی قسط بعد میں دیکھی جائے یا نہ دیکھی جائے اس لئے ڈرامہ تو ابھی دیکھو۔ نماز تو بعد میں بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ اس طرح تو پھر ذکر تو نہ رہا۔ اور ڈرامے بھی ایسے اُوٹ پٹانگ ہوتے ہیں جن میں حادثات ہی حادثات ہوتے ہیں اور اس کے بعد بلڈ پریشر اور بڑھ جاتا ہے اور ڈپریشن بھی ہو جاتا ہے۔

☆ اس کے بعد ایک طالبہ نے سوال کیا کہ آپ نے بتایا تھا کہ مریضوں سے سوال کرنے سے معلوم ہوا تھا کہ انہوں نے پہلے کبھی مراقبہ وغیرہ نہیں کیا تھا۔ تو کیسے معلوم ہوگا کہ ان کے بلڈ پریشر میں رسپریٹ کی وجہ سے فرق پڑا ہے یا مراقبوں کی وجہ سے؟

اس پر طالبہ نے جواب دیا کہ صرف تین لوگوں نے مراقبہ کیا تھا باقی لوگوں نے نہیں کیا تھا۔

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ یہ آلہ آپ کو صرف ہدایت دے گا کہ آپ بیٹھ جاؤ یا کھڑے ہو جاؤ یا لیٹ جاؤ۔ یہی کچھ بتائے گا یا کچھ اور بھی بتاتا ہے؟

اس پر طالبہ نے عرض کیا کہ رسپریٹ میں صرف بیٹھنے کی حالت میں استعمال ہوتا ہے اور آپ ہیڈ فون کے ذریعہ ہدایات سن رہے ہوتے ہیں۔ باڈی سکین فوراً نہیں بتا سکتا کہ آپ اب کس طرح سانس لے رہے ہیں لیکن رسپریٹ میں وہ ساتھ ساتھ بتاتا ہے کہ اب آپ تیز سانس لے رہے ہیں اور اب آہستہ ہو جائیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ یہ تو امیروں کے چونچلے ہیں۔ امیر تو ایسی چیزیں خرید لیں گے مگر غریب کیا کریں گے؟ اس کا مطلب ہے کہ امیر رسپریٹ استعمال کرے اور غریب نمازیں پڑھے؟ اس لئے اسے چھوڑو۔ کمپنی والوں نے صرف پیسے بنانے ہوتے ہیں اور آخر پر دوائی ہی لینی پڑتی ہے۔ جس کو عارضی تکلیف ہو اس کی تو اور بات ہے لیکن جو مستقل بیمار ہیں تو ان کو تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ جن کا بلڈ پریشر کبھی کبھار ہائی ہوتا ہے ان کو تو ویسے ہی آلہ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور جو مستقل بیمار ہیں انہیں دوائی کھانی پڑے گی۔ چاہے وہ آلہ استعمال کریں یا نہ کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ آپ نے تو صرف دو آلہ جات کا مقابلہ کیا ہے کہ ان میں سے کون سا بہتر ہے۔ تو یہ ثابت ہوا کہ رسپریٹ زیادہ بہتر ہے۔ باڈی سکین صرف یہ بتاتا ہے کہ اب یہ ہو گیا ہے مگر رسپریٹ رہنمائی بھی کرتا ہے کہ اب بیٹھ جاؤ، گہرے سانس لو، تھوڑا آرام کرو وغیرہ وغیرہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ یہ صرف دل کے مریضوں کے لئے ہے یا دمہ کے مریضوں کے لئے بھی ہے؟

اس پر طالبہ نے عرض کیا کہ زیادہ تر تو دل کے مریضوں اور ہائی بلڈ پریشر والوں کے لئے ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ دمہ کی بیماری تو بہت عام ہے۔ اس لئے ایسی چیزوں پر تحقیق کیا کریں جو غریبوں کو فائدہ دے، صرف امیروں کو نہیں۔

☆ اس کے بعد ایک طالبہ نے سوال کیا کہ زندگی میں بعض دفعہ دو چیزوں میں سے ایک چننی ہوتی ہے اور بعض دفعہ سمجھ نہیں آتی کہ کیا کریں۔ مذہب کہتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے رہنمائی حاصل کریں۔ لیکن جب دعا کرتے ہیں تو براہ راست کوئی رہنمائی نہیں ملتی۔ اس حوالہ سے کیا کرنا چاہئے؟ کس طرح ہم خدا سے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اتنا نیک تو کوئی نہیں کہ تم دعا کرو اور ساتھ ہی الہام ہو جائے۔ اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے نیکی اور تقویٰ کے معیار کو بلند کرنا پڑے گا۔ اگر یہ معیار نہیں ہے اور آپ نے دو اختیارات میں سے ایک کو چننا ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دماغ دیا ہے۔ اس کے مثبت اور منفی پہلو کے بارہ میں سوچیں۔ پھر اللہ تعالیٰ سے

دعا کریں کہ ان میں سے جو بہتر ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے میرے دل میں سہولت پیدا کر دے۔ اگر دل میں بیٹھ جائے کہ یہ چیز بہتر ہے تو ٹھیک ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ کوئی خواب آئے یا الہام ہو یا کسی خاص طریقے سے پتہ لگے۔ اگر دل کا اطمینان ہو جاتا ہے تو وہ بھی ٹھیک ہے۔ استخارہ کا مطلب ہی یہ ہے اللہ تعالیٰ میرے دل میں خیر ڈال دے۔

☆ اس کے بعد ایک طالبہ نے عرض کیا کہ اُس نے انٹرنیشنل کریمنل جسٹس میں ماسٹرز کیا ہوا ہے۔ ہمارے سرپرست ہمیں بتاتے ہیں کہ یہ بہت برے لوگ ہیں۔ ان سے خاص طرح کا سلوک کرنا ہے۔ اس لئے ان سے سلوک اچھا نہیں ہوتا کیونکہ انہوں نے بہت برے کام کیے ہوتے ہیں۔ مگر دوسری طرف ہم کہتے ہیں کہ ہمیں عملی طور پر اچھا ہونا چاہئے اور ہر ایک سے نرمی سے پیش آنا چاہئے۔ اس لئے سمجھ نہیں آتی کہ ایسے لوگوں سے سلوک کیسا کیا جائے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ سوال یہ ہے کہ ملزموں کی بہت بڑی تعداد ایسی ہوتی ہے جنہیں کوئی Tempatation ہوتی ہے یا Frustration ہوئی ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کے ساتھ چھوٹے موٹے جرائم کئے یا ایسے لوگوں کے ساتھ مل گئے اور ایک مجرم کے ساتھ دوسرے بھی پکڑے گئے تو وہ بھی جرم کا حصہ بن جاتے ہیں۔ اکثر اسی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ گھناؤنے جرائم کرنے والے لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔ اگر ان کو وہاں جیلوں میں سمجھایا جائے تو تبدیلی آسکتی ہے۔ جیلوں میں کس لیے ڈالا جاتا ہے؟ اس کا مقصد اصلاح کرنا ہی ہوتا ہے۔ اسی لئے عیسائیوں کے پادری بھی ہر اتوار عبادت کرانے کے لئے جیلوں میں جاتے ہیں۔ مسلمان مولوی بھی جاتے ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

ہم نے بعض جگہ کوشش کی کہ ہمارے آدمی جیلوں میں جائیں اور انہیں اسلام کی حقیقی تعلیم سکھائیں۔ اس کے نتیجہ میں امریکہ میں بھی کئی لوگوں نے خاص طور پر افریقن امریکن اور بعض گوروں نے بھی اپنی اصلاح کی اور پھر بیعت بھی کر لی۔ بعض ابھی بھی جیل میں ہیں اور مجھے خطوط لکھتے ہیں کہ ان کے اندر کس طرح تبدیلی آئی اور انہوں نے کس طرح یُوٹرن (U Turn) لیا۔ وہ لوگ جیلوں میں باقاعدہ نماز پڑھتے ہیں۔ ہمارے لوگوں کے باقاعدہ دورے ہوتے ہیں۔ تو اصل چیز یہ ہے کہ ان کی اصلاح کی جائے۔ پاکستانی جیلوں کی طرح نہیں کہ وہاں جا کر اور مجرم بن جائیں۔ بعض ایسے لوگ ہیں مثلاً مسلمان مولوی ہیں یا اسی قسم کے شدت پسندانہ خیال رکھنے والے لوگ ہیں وہ دوسروں کو بھی Redicalize کر دیتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کو علیحدہ رکھنا چاہئے اور پھر اس کے مطابق ان کے ساتھ سلوک کرنا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اگر سارے مجرموں کو ایک جگہ ڈال دیا جائے اور ایک جیسا سلوک کیا جائے تو ایک دوسرے کا اثر بھی ہو رہا ہوتا ہے۔ یہاں کی جیلیں تو ایسی ہیں کہ اگر کوئی ان کی اصلاح کرنا چاہے تو اصلاح کر سکتے ہیں۔ پاکستان کی جیلوں کی طرح نہیں ہیں۔ پاکستان میں مَیں بھی ایک جیل میں رہا ہوں۔ وہاں ایک بیرک میں اسّی افراد کی گنجائش تھی لیکن وہاں دو سو چالیس افراد تھے۔ سارے ڈاکو، قاتل اور چور تھے۔ یہ لوگ ایک دوسرے پر اثر ڈالتے ہیں۔ پھر رہنے کی جگہ بھی نہیں، لیٹنے کی جگہ نہیں، بیٹھنے کی جگہ نہیں۔ پھر آپس میں لڑتے ہیں۔ پھر جب جیلوں میں لڑتے ہیں تو ایک نیا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے تھرڈ ورلڈ ملکوں کی جیلوں اور یہاں کی جیلوں میں فرق ہونا چاہئے۔ اصل یہ کوشش ہونی چاہئے کہ کس طرح اصلاح کرنی ہے۔ اور ہر ایک کی نفسیات علیحدہ علیحدہ ہے اور ہر ایک کا جرم کا معیار علیحدہ علیحدہ ہے۔ ان کی سمجھ علیحدہ ہے، ان کے جذبات علیحدہ ہیں۔ اس لئے ہر ایک کی انفرادی اصلاح ہونی چاہئے۔

☆ اس کے بعد ایک طالبہ نے سوال کیا کہ جب ہم وصیت کرتے ہیں تو اپنی ذاتی چیزوں اور جائیداد پر کرتے ہیں۔ تو پھر ہمیں اپنے گھر کے سربراہ (اپنے باپ یا شوہر) کی اجازت کی ضرورت کیوں ہوتی ہے؟ اور اس کے بغیر وصیت قبول کیوں نہیں ہوتی؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ یہ کہیں نہیں لکھا کہ باپ کی اجازت کی ضرورت ہے۔ اگر آپ طالبعلم ہیں تو اپنی پاکٹ منی (Pocket Money) پر یا اگر آپ کی کوئی اپنی پراپرٹی ہے اس پر وصیت کر سکتے ہیں۔ اور جب بڑے ہو کر کچھ کمائیں گے اس پر وصیت ہوگی یا جو کوئی پراپرٹی ہوگی اس پر بھی وصیت ہوگی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

جہاں تک خاوند کا سوال ہے تو اس کے بطور witness تصدیقی دستخط لیے جاتے ہیں۔ اس لیے کہ حق مہر خاوند کے ذمہ ہے۔ اگر خاوند نے حق مہر پہلے ہی ادا کر دیا ہے تو اس بات کی تصدیق ہو جائے گی کہ حق مہر کا حصہ عورت نے ادا کرنا ہے۔ لیکن اگر حق مہر ادا نہیں کیا تو حق مہر ادا کرنا اسی کی ذمہ داری ہے۔ تو خاوند کے دستخط اس لئے لیے جاتے ہیں کہ اگر لڑکی کو کچھ ہو جاتا ہے تو اس کے حق مہر میں سے دسواں حصہ مَیں ادا کروں گا۔ تو خاوند سے دستخط کروانے کی یہ وجہ ہے۔ اس لئے نہیں کہ اس کی اجازت کے بغیر وصیت نہیں کر سکتے۔ وہ لڑکیاں جن کی شادی نہیں ہوئی کیا وہ انتظار کریں گی کہ میری شادی ہو، میرا خاوند ہو تو میں اس سے دستخط کرواؤں اور پھر وصیت کروں؟ تو خاوند کے دستخط تو صرف قانونی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ہیں۔

☆ ایک طالبہ نے سوال کیا کہ دماغی صحت کے بارے میں لوگوں میں شعور دینے کے لئے جماعت کیا کہتی ہے؟ میرا ذاتی خیال ہے کہ دماغی بیماریوں سے متعلق لوگوں کو آگاہ کرنا چاہئے۔ میں بعض لوگوں سے ملی ہوں جو اس کا شکار ہیں۔ لجنہ میں کاؤنسلنگ کرنے کی ضرورت ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اس کا جائزہ لینا چاہئے۔ بعض لوگوں کو بچپن میں ڈپریشن ہو جاتا ہے اور وہ آہستہ آہستہ بڑھتا بڑھتا دماغی بیماری بن جاتا ہے۔ اگر شروع میں اس کا علاج کر لیا جائے تو اچھی بات ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آپ کو چاہئے کہ لجنہ میں ایک ٹیم بنا لیں۔ بہت سی لڑکیوں کو ڈپریشن ہو جاتا ہے۔ مختلف کیسز سامنے آتے ہیں۔ بعضوں کو شادیوں کے بعد، شادی کی وجہ سے اور بعض کو بچوں کی وجہ سے بڑھاپے میں ڈپریشن ہو جاتا ہے۔ اس لئے اگر ایسا کر سکتی ہیں تو کریں بڑی اچھی بات ہے۔ اگر اس کے لئے کوئی سکیم ہے جو جماعت میں ہر جگہ استعمال کی جا سکتی ہے تو مجھے بھجوا دیں۔

☆ اس کے بعد ایک طالبہ نے سوال کیا کہ قرآن کریم کی سورۃ النساء کی آیت 13 میں وراثت کے بارے آیا ہے کہ اگر کسی میاں بیوی کی اولاد نہیں ہے تو بیوی فوت ہو جائے تو مرد اس کی آدھی جائیداد ورثہ میں لے گا۔ اور اگر خاوند فوت ہو تو اس کی بیوی اس کی جائیداد کا چوتھا حصہ لے گی۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر مرد کے کوئی بچے نہیں ہیں اور اس نے کسی کی دیکھ بھال نہیں کرنی تو وہ پھر بھی عورت کی نسبت کیوں زیادہ ورثہ لے سکتا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عموماً بیوی نے اپنی جائیداد اپنے خاوند کے ذریعہ سے بنوائی ہوتی ہے۔ اور دوسری بات اگر مرد نئی شادی کرتا ہے اور اس سے بچے پیدا ہوتے ہیں تو اس نے ان کی ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں۔ اسلام نے عورت کی حفاظت اس طرح کی ہے کہ مرد کے اخراجات اور ذمہ داریاں عورت سے زیادہ ہیں۔ دوسری طرف عورت کو جہاں وراثت کا حق بالکل بھی نہیں تھا بلکہ ماضی قریب میں تو یورپ میں بھی نہیں تھا وہاں عورت کو چوتھا حصہ وراثت کا حق ملا اور اگر بچے ہیں تو آٹھواں حصہ وراثت کا ملے گا۔ تو یہ حالات سامنے رکھو کہ پہلے عورت کو کچھ بھی نہیں مل رہا تھا۔ پھر اگر عورت چوتھا حصہ لیتی ہے اور آگے شادی کر لیتی ہے تو اس کو اگلے خاوند سے دوبارہ پراپرٹی ملنے کا امکان ہے اور اس کے اخراجات بالکل بھی نہیں ہیں۔ پھر اگلی آیات میں آتا ہے کہ جتنے پیسے خرچ کرنے ہیں وہ مرد نے کرنے ہیں، عورت نے نہیں کرنے۔ عورت پر تو کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ساری ذمہ داری تو مرد کے اوپر ڈال دی۔ اس لئے اس کو اِنکم بھی زیادہ دے دی۔ اور جو چوتھا یا آٹھواں حصہ عورت کو ملا وہ صرف عورت کا ہی ہے چاہے شادی کرے یا نہ کرے۔ قرآن کہتا ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند فوت ہو جائے اور اگر اس کی عمر شادی کی ہے تو اسے شادی کرنی چاہئے اور اس طرح ان کی ذمہ داری اٹھائی جاتی ہے۔ بعض ایسے کیسز بھی ہوتے ہیں کہ بعضوں کی نہیں بھی ہوتی۔ لیکن اسلام میں جو ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں وہ مرد پر ڈالی ہیں۔ اس لئے اس کا حصہ زیادہ مقرر کیا۔ عورت پر خرچ کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں ڈالی، سوائے اپنے خرچ کے لئے۔ اس لئے اس کا حصہ کم کیا۔ اس میں عورتوں کو بہت اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ پہلی چیز تو یہ دیکھیں کہ جہاں عورت کی وراثت تھی ہی نہیں۔ ماضی قریب میں یورپ میں بھی نہیں تھی۔ یہاں اب بھی قانون ہے کہ جائیداد بڑے بیٹے کو مل جاتی ہے۔ یا وصیت لکھ دو تو کسی اور کے پاس چلی جاتی ہے اور باقی محروم رہ جاتے ہیں۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ ہر ایک کا حصہ ہے۔ خاوند کا بھی، بیوی کا بھی اور بچوں کا بھی۔

اب خاوند بیوی کا جہاں سوال ہے وہاں یہ سوال بھی تو اٹھتا ہے کہ بچوں میں لڑکوں کے دو حصے ہیں اور لڑکی کا ایک حصہ ہے۔ جس کے لڑکے ہیں وہ تو پوری پراپرٹی لے گئے اور جس کی لڑکیاں ہیں انہیں دو تہائی یا ایک تہائی حصہ ملے گا۔ باقی سارا رشتہ داروں میں چلا جائے گا۔ لیکن اگر کسی کی لڑکے لڑکیاں دونوں ہوں تو اولاد میں ساری تقسیم ہو جائے گی۔ تو اسلام نے جو سارے فیصلے کیے ہیں وہ اس بات کو مدِّنظر رکھتے ہوئے کئے ہیں کہ کس کس کی کتنی ذمہ داریاں ہیں۔ اسی حساب سے حصے مقرر کئے گئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بعض کیسز میں ظلم بھی ہوئے ہیں اور لوگ اپنی عورتوں کو حصہ نہیں دیتے اور خود ہی کھا جاتے ہیں۔ بلکہ یہاں بھی ہمارے ایشین لوگوں میں اور زمینداروں میں رواج ہے کہ بیٹیوں کو کچھ نہیں دیتے۔ ہاں اگر جماعت کو پتہ چلے تو جماعت سختی کرتی ہے اور زبردستی حصہ دلواتی ہے۔

☆ اس کے بعد ایک طالبہ نے سوال کیا کہ میں نے کعبہ کے بارے میں پڑھا تھا کہ ہر سال کعبہ کے غلاف پر 5.3 ملین امریکن ڈالر خرچ آتا ہے۔ کیا ہمیں اس پر اتنا پیسہ خرچ کرنا چاہئے یا یہ پیسوں کا ضیاع ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ کعبہ کے غلاف میں سونے کا دھاگہ ڈالتے ہیں۔ یہ شرعی چیز تو نہیں ہے۔ اسے نہ بھی ڈھانکیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آنحضور ﷺ کے زمانہ میں کونسا غلاف تھا۔ ہر سال کئی ملین ڈالر خرچ کر کے غلاف چڑھاتے ہیں اور پھر اس کے ٹکڑے کاٹ کر نیلامی میں بیچتے ہیں۔ اتنے پیسے واپس بھی آجاتے ہیں۔ وہاں کے بادشاہ تیل کا پیسہ کھا رہے ہیں۔ گھروں میں بھی سونا لگایا ہوا ہے اگر کعبہ میں لگا دیتے ہیں تو ان کی مرضی ہے۔ اگر غلاف چڑھانا ہی ہے تو جو پیسے نیلامی میں بیچنے سے ملتے ہیں اگر غریب ملکوں میں دے دیں تو اور بھی زیادہ اچھا ہے۔ ویسے تو ضروری نہیں کہ غلاف چڑھایا جائے۔

☆ اس کے بعد ایک طالبہ نے عرض کیا کہ آجکل عورتوں کے حقوق کے بارے میں بہت زور دیا جاتا ہے۔ اس جمعہ کو حضور کے ساتھ ایک تقریب بھی ہے۔ اور اس میں کہا گیا ہے کہ لجنہ نہیں آئے گی۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ جو مرکز میں پِیس کانفرنس ہوئی تھی اس کے بارے انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ جو مرد اور عورتیں اپنے تبلیغی دوست لائیں گے انہیں بیٹھنے دیا جائے گا۔ اگر آپ مہمان لا رہی ہیں تو آپ آسکتی ہیں۔ اگر جگہ نہ ہو تو آپ کے مہمان تو چلے جائیں گے اور آپ ان کے لئے قربانی دے دینا اور باہر کھڑی ہو جانا اور مہمان کو کہہ دینا کہ جگہ نہیں ہے اس لئے باہر ہوں اور میں قربانی دے رہی ہوں اور اگر جگہ ہوئی تو بیٹھ جانا۔ میں نے کہا ہوا ہے کہ ہماری لڑکیاں جو مہمان لائیں وہ شامل ہو سکتی ہیں لیکن کھانے کے وقت وہ علیحدہ کھانا کھائیں گی۔ اور یہ Discrimination نہیں بلکہ اسلامی تعلیم ہے۔ ٹورانٹو میں بھی لڑکیاں اپنے ساتھ مہمانوں کو لے کر آئی تھیں لیکن میں نے انہیں کہہ دیا تھا کہ تم لوگوں نے علیحدہ عورتوں میں جا کر کھانا کھانا ہے۔ اپنے مہمان کو کہہ دو کہ ہم اس طرح یہاں بیٹھ کر نہیں کھا سکتیں۔ ہاں جب تک وہ فنکشن ہو رہا ہے تقاریر ہو رہی ہیں وہ سن لیں۔ اس کے علاوہ ہمارا کچھ ڈریس کوڈ بھی ہونا چاہئے اور کچھ ethics بھی ہونے چاہئیں۔

☆ اس کے بعد ایک طالبہ نے جس نے تجویز دی تھی کہ جماعت میں جن عورتوں کو ڈپریشن کا مرض ہوتا ہے ان کی کونسلنگ ہونی چاہئے، عرض کیا کہ اس کے لئے حضور انور کی خدمت میں کس طرح سکیم بھجوائی جا سکتی ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ پہلے لجنہ سے مل کر یہاں کی لجنہ کی لسٹ بنائیں کہ کتنے ایسے کیسز ہیں؟ پھر یہ بات بھی ہو کہ ان کے گھر والوں کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟ ہمارے کلچر میں یہ بھی تو ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ علاج کروایا تو لوگ پتہ نہیں کیا سمجھیں گے۔ حالانکہ اگر ان کو سمجھایا جائے اور ان کو کوئی کمپنی مل جائے اور کچھ باتیں کرنے کا موقع مل جائے تو اسی سے بہت سارے لوگ ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ تو اس کی سکیم بنا کر مجھے بھیجیں اور صدر لجنہ کو بھی دیں۔

طالبات کے ساتھ یہ نشست سات بجے ختم ہوئی۔

....

یونیورسٹیز اور کالج کے طلباء کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ نشست

اس کے بعد یونیورسٹیز اور کالج کے طلباء کی نشست شروع ہوئی۔ اس میں ستر طلباء نے شرکت کی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم رخشان بٹ صاحب نے تلاوت کی اور دانیال خان صاحب نے اس کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر سنایا۔

☆ اس کے بعد شاہ نواز صاحب نے پریزنٹیشن دی۔ انہوں نے بتایا کہ وہ یونیورسٹی آف البرٹا میں Bio Resource ٹیکنالوجی میں پی ایچ ڈی کر رہے ہیں اور Wind Turbines پر ریسرچ کر رہے ہیں کہ کس طرح ان میں بہتری لائی جاسکتی ہے۔ وہ اپنی ریسرچ میں اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ Bio degradable system زیادہ بہتر ہے۔

ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ سولر انرجی کے مقابل پر Wind Turbine کے ذریعہ کتنی کم یا زیادہ توانائی پیدا کی جاسکتی ہے؟

اس پر شاہ نواز صاحب نے بتایا کہ اس کا انحصار panels پر ہوتا ہے۔ شمسی توانائی wind energy سے زیادہ مؤثر نہیں ہے۔ اگر شمسی توانائی کے 25 پینلز سے 5 کلوواٹ طاقت پیدا ہوتی ہے تو ونڈ سے 1.47 میگاواٹ طاقت پیدا ہوتی ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ ایک پینل کی قیمت کتنی ہوتی ہے؟ کیا یہ cost effective ہوتا ہے یا نہیں؟

اس پر موصوف نے عرض کیا کہ ان کے علم میں نہیں ہے کہ ایک پینل کی کیا قیمت ہوتی ہے لیکن توانائی پیدا کرنے کے دیگر پرانے ذرائع کی نسبت اس کو زیادہ cost effective نہیں سمجھا جاتا۔

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر موصوف نے بتایا کہ اس کے وِنگ بنانے کے لئے فائبر گلاس استعمال ہوتا ہے جو کہ پٹرولیم سے بنتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر موصوف نے بتایا کہ اس کے wing کے دو حصے ہوتے ہیں جو آپس میں جوڑے جاتے ہیں لیکن اندر کچھ خلا ہوتا ہے۔ ونگ کے ایک حصہ کی لمبائی 38 میٹر تک ہوتی ہے اور کُل لمبائی 90 میٹر کے قریب ہوتی ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جب ہم کسی windmill کو دیکھتے ہیں تو دیکھنے میں اتنی لمبی نہیں لگتیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ البرٹا میں کتنی windmill ہیں؟

اس پر موصوف نے عرض کیا کہ یہ انرجی سیکٹر کا 9 فیصد حصہ ہیں۔ لیکن ابھی تک cost effective نہیں ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر موصوف نے اپنے پراجیکٹ کے بارہ میں بتایا کہ ابھی تک وِنڈ مِل بنانے کے لئے جو چیزیں استعمال کی جاتی ہیں وہ non-renewable ہوتی ہیں اس لئے اب اس کے بدلے میں کوئی اور چیزیں تلاش کر رہے ہیں۔

حضور انور نے استفسار فرمایا کہ کیا کوئی ایسی کمپنی ہے جو وِنڈ مِل بناتی ہو؟

موصوف نے عرض کیا کہ اس پر یورپ میں کچھ کام ہو رہا ہے۔ وہ اس کا ایک چھوٹا version بنا رہے ہیں جس سے 10 کلو واٹ انرجی بن سکتی ہے لیکن وہ بھی پٹرولیم سے بنی ہوئی فائبر گلاس استعمال کرتے ہیں۔ اور ہماری کوشش ہے کہ ہم اسے مکمل طور پر bio degradable بنا دیں۔

☆ **اس کے بعد فرہاد احمد قریشی صاحب نے پریزنٹیشن دی۔** موصوف نے بتایا کہ وہ کچھ عرصہ پہلے پاکستان سے آئے ہیں اور یونیورسٹی آف کیلگری میں میڈیکل سائنس میں ماسٹرز کر رہے ہیں۔ **ان کی ریسرچ انسانی دماغ میں Sound Signals کے بارہ میں ہے۔** ہم مختلف فریکوئینسی کی آوازیں سنتے ہیں جو دماغ کے مختلف حصوں میں جاتی ہیں جس کے ذریعہ سے مختلف neuron متحرک ہوجاتے ہیں۔ نیوران کی یہ حرکت الیکٹریکل سگنل پیدا کرتی ہے جن کا electrodes کے ذریعہ پتہ لگ سکتا ہے۔ اس طرح ہم ایک چوہے کو مختلف قسم کی آوازیں سنا کر اس کے دماغ کو پڑھتے ہیں۔ اس ریسرچ کے ذریعہ سماعت کے آلوں کے بارہ میں علم بھی بڑھ سکتا ہے۔

اس presentation کے حوالہ سے ایک طالب علم نے سوال کیا کہ چوہوں پر یہ تجربہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟ کوئی دوسرا جانور کیوں نہیں استعمال کیا گیا؟

اس پر موصوف نے کہا کہ چوہے کی سماعت کی رینج ایک hertz سے لے کر 100 Kilohertz تک ہے جس میں انسان کی hearing range بھی آجاتی ہے جو 20 سے لے کر 20 kilohertz تک ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ چوہوں کی کالونیاں آسانی سے reproduce کی جاسکتی ہیں۔ انہیں آسانی سے رکھا بھی جاسکتا ہے اور بہت سستی بھی ہوتی ہیں۔

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ کیا اس ریسرچ کے ذریعہ اُن لوگوں کی سماعت کو بہتر بنایا جاسکتا ہے جو مشکل سے سنتے ہیں؟

اس پر موصوف نے عرض کیا کہ ہمارا یہ طریقہ ہر قسم کے آلۂ سماعت کو دیکھ سکتا ہے۔ اس طرح ان میں بہتری پیدا کی جاسکتی ہے۔ ہم آلۂ سماعت کا دماغ کے اندر پیدا ہونے والا رسپانس پڑھ سکتے ہیں اور دیکھ سکتے ہیں اس کو کس طرح بہتر بنایا جائے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اس طرح تو آپ ہر ایک کے لئے علیحدہ آلۂ سماعت بنائیں گے لیکن عام طور پر تو ایک ہی قسم کی hearing aid ہوتی ہے جو وہ مارکیٹ میں دے دیتے ہیں۔ لیکن اگر آپ ہر شخص کے لئے علیحدہ hearing aid بنائیں تو کیا یہ cost effective ہوگا؟

اس پر موصوف نے عرض کیا کہ مجھے اس کا علم نہیں کیونکہ ابھی ریسرچ کا آغاز ہے۔

☆ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ اگر mouse کو اس کی سماعت کی طاقت سے بڑھ کر high sound waves سنائی جائیں تو اس کا ان پر کیا اثر ہوتا ہے؟

اس پر موصوف نے عرض کیا کہ ایک خاص range تک جانور رسپانس دیتا ہے لیکن جب اس کی range سے زیادہ فریکوئینسی والی آواز سنائی جائے تو جانور اس کا کوئی جواب نہیں دیتے۔

☆ ایک اور طالبعلم نے سوال کیا کہ کیا اس طریق کے مطابق ہم جانوروں کو commands دے سکتے ہیں یا انہیں کنٹرول کر سکتے ہیں؟

اس پر موصوف نے بتایا کہ انڈیا میں ایک تجربہ ہوا۔ انہوں نے وہاں ایک شخص کے دماغ کے signals فرانس میں بیٹھے ہوئے شخص کے دماغ کو بھیجے تھے۔ ان دونوں کے سروں پر electrodes لگائے جاتے ہیں جو ان signals کو encode کر لیتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار پر موصوف نے بتایا کہ یہ سب کچھ انٹرنیٹ کے ذریعہ کیا جاسکتا ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ تو بڑی خطرناک چیز ہے۔

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار پر ایک طالبعلم فرخ صاحب نے بتایا کہ وہ پٹرولیم انجینئرنگ کر رہے ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ آپ پٹرولیم انجینئرنگ کر رہے ہیں لیکن یہاں تو پٹرول ختم ہو رہا ہے۔

☆ اس کے ایک طالبعلم نے بتایا کہ وہ پاکستان سے ایم بی بی ایس کر رہے تھے اور فائنل ایئر میں تھے لیکن حالات کی وجہ سے کینیڈا آنا پڑا۔ انہوں نے عرض کیا کہ وہ وقفِ نو ہیں اس لئے گھانا یا کیریبین (Caribbean) میں سے کہیں جا کر ڈگری مکمل کریں گے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ کیا گھانا یا کیریبین (Caribbean) ممالک کی ڈگری یہاں چل جاتی ہے؟

اس پر موصوف نے بتایا کہ یہاں ان کی ڈگری نہیں چلتی کیونکہ فارن میڈیکل گریجوایٹس کے لئے یہاں سے لائسنس لینا پڑتا ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس کا مطلب ہے کہ آپ کو یہاں آ کر اپنی ڈگری کو اَپ ڈیٹ کرنا پڑتا ہے۔ یہاں کی ڈگری کے برابر ایک کورس کرنا پڑتا ہے۔

نیز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ آپ کے ذہن میں گھانا کا کیوں خیال آیا؟

اس پر طالب علم نے عرض کیا کہ وہ وقفِ نو ہیں۔ اس لئے جہاں بھی حکم ہوگا چلے جائیں گے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ گھانا سے پتہ کروایا ہے کہ وہاں داخلہ وغیرہ مل جائے گا اور فیس وغیرہ کیا ہوگی؟

اس پر طالبعلم نے عرض کیا کہ انہوں نے گھانا سے پتہ کروایا ہے۔ وہ پاکستان کی یونیورسٹی کے credentials کو مان لیتے ہیں۔ ان کے دو بھائی بھی پاکستان سے آئے ہیں اور وہ ان کے credentials کو بھی مان رہے ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ ٹھیک ہے۔ پھر گھانا چلے جاؤ۔

☆ ایک طالبِ علم نے عرض کیا کہ میں نے پچھلی دفعہ پوچھا تھا کہ ہم اس معاشرہ میں دجال کو کیسے پہچان سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اس بات کو تو تین سال ہوگئے ہیں۔ تین سالوں میں دجال نہیں پہچانا گیا؟

☆ اس کے بعد طالبعلم نے سوال کیا کہ ہم سیاست میں کرپشن سے کیسے بچ سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اگر دجال پہچانا گیا تو سیاست بھی پہچانی گئی۔ سیاست میں corruption کیا ہے؟ کرپشن کا نام ہی سیاست ہے۔ اس سے بچنے کا طریق ایک ہی ہے کہ اسلامی نظام رائج ہوجائے۔ یہ نظام تو اس وقت مسلمان ملکوں میں بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کرو۔ اور جو حکومت میں سیاستدان ہیں ان کے سپرد امانتیں ہیں۔ اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ اصل جمہوریت representation کے ذریعہ ہوتی ہے یعنی لوگوں نے جو تمہارے سپرد امانتیں کی ہیں ان کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ لوگوں نے جو اعتماد کیا ہے اس اعتماد پر پورا اترو اور اس کا صحیح طرح سے honour کرو۔ لیکن یہ چیز تقویٰ سے ہی پیدا ہوسکتی ہے۔ اسلامی جمہوریت میں پارٹی affiliation نہیں ہوتی اور نہ ہی ذاتی مفادات ہوتے ہیں۔ بلکہ جو بھی کام کرنا ہے اس میں انصاف اور سچائی ہونی چاہئے۔ جب یہ ساری چیزیں پیدا ہوجائیں گی تو سب کچھ ٹھیک ہوجائے گا۔ اب سیاست انفرادی طور پر تو نہیں ہے بلکہ پارٹی یا پھر مخالفت اور دشمنی کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔

☆ ایک طالبِ علم نے عرض کیا کہ کل رات کو امریکہ کا صدارتی الیکشن ہے۔ اس کے بارہ میں حضور کا کیا نظریہ ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ امریکہ کا صدارتی الیکشن ہے۔ اور صدر کوئی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر تو نہیں ہوتا۔ اس نے اگر کوئی بھی قانون enact کرنا ہے تو اس کو ایک procedure سے گزرنا پڑے گا۔ ایک بِل آئے گا۔ پھر کیبنٹ میں اس پر بحث ہوگی۔ پھر کانگریس میں بحث ہوگی۔ پھر سینیٹ میں بحث ہوگی اور اس کے بعد ہی کوئی قانون بنے گا۔ اس لئے راتوں رات تو تبدیلی نہیں آئے گی۔ ان کے ہاں سینٹ اور کانگریس وغیرہ میں بھی لابیاں بنتی ہیں۔ ہر ایک چیز کی لابی بنی ہوتی ہے۔ تو کیا مسلمانوں کی اور دوسری minorities کی لابیاں نہیں ہوں گی؟ لوگوں نے بے شک Trump کو ووٹ دے دیا ہے لیکن ضروری نہیں کہ اس کی ساری پالیسیز پر عمل ہو۔ بہت ساری چیزیں کام کر رہی ہوتی ہیں۔ اس کی اپنی پارٹی Republican کی بہت ساری پالیسیز اس کی باتوں کے خلاف ہیں اور سینیٹ میں ان کی majority ہے۔ اس لئے ایسی پالیسیز بننے میں اور ان پر عمل کرنے میں کافی وقت لگتا ہے۔ یہ نہیں ہوگا کہ وہ ایک رات میں ہی انقلاب برپا کر دے گا۔ وہ کوئی ضیاء الحق تو نہیں کہ مارشل لاء آرڈر جاری کیا جو قانون بن گیا۔

☆ اس طالبعلم نے عرض کیا کہ میں واقفِ نو ہوں اور ایک واقفِ نَو کی زندگی کیسی ہونی چاہئے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اگر وقفِ نو کی کلاس ہونی ہے تو پھر وہیں پوچھ لینا تا کہ باقی سارے واقفینِ نَو کو بھی پتہ لگ جائے۔ جس طرح میں اپنے خطبوں میں بیان کرتا رہتا ہوں ہر احمدی کی زندگی ویسی ہی ہونی چاہئے۔ ابھی پچھلے جمعہ کو میں نے خطبہ دیا ہے جن میں پندرہ سے بیس پوائنٹس دیئے ہیں۔ اس کو سن کر بھی پتہ نہیں لگا کہ کیسی ہونی چاہئے؟

☆ اس کے بعد ایک خادم نے سوال کیا کہ

Trump کے الیکشن کے بعد اور ایک بڑی جنگ کے ہونے کے خطرہ کے حوالہ سے جماعت کی کیا پالیسی ہے؟ اگر ہمیں ملک کے لئے لڑنا پڑے تو کیا کرنا چاہئے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اگر آپ کسی ایک ملک کے شہری ہیں اور جنگ میں military service لازمی ہے تو پھر آپ کی مجبوری ہے۔ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ یہ ڈیوٹی ادا کریں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ کسی چھوٹے ملک سے لڑنا آپ کے ملک کی طرف سے ظلم ہے تو آپ اپنا ملک چھوڑ سکتے ہیں۔ لیکن جب تک آپ ملک میں رہ رہے ہیں اور ملک کے شہری ہیں آپ کے لئے لازمی ہے کہ اُن تمام قوانین کے مطابق رہیں جو ملک آپ سے چاہتا ہے۔

☆ اس کے بعد ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ مسلمان ممالک میں جو خرابیاں ہیں ان کا سلسلہ کتنے عرصہ تک چلے گا؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ آنحضرت ﷺ نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ جب مسلمانوں کا دین بگڑ جائے گا۔ اور اس حد تک بگڑ جائے گا کہ جب وہ اپنے علماء کے پاس بھی جائیں گے تو وہ ایسے لوگ دیکھیں گے جو جانوروں کی طرح ہوں گے جو ان کی رہنمائی کرنے کی بجائے ظلم کرنے کی طرف توجہ دلائیں گے۔ جب نظام بگڑا ہوگا تو سب کچھ ہی بگڑا ہوگا۔ اس زمانہ میں مسیح موعود آئے گا اور تم مسیح موعود کو مان لینا۔ اور آنحضرت ﷺ نے اور قرآن کریم نے اس کی نشانیاں بھی بتائیں۔ تو یہ وہی زمانہ ہے۔ اب جب تک یہ مسلمان اس آنے والے کو نہیں مانتے یہ اسی طرح بگڑے رہیں گے۔ اس لئے ہمارا زیادہ سے زیادہ کام ہے کہ اسلام کی صحیح تعلیم کو ہر جگہ پہنچانے کی کوشش کریں تا یہ بگاڑ جلد سے جلد ختم ہو۔ یہ وہیں تو آپس میں ہی لڑ کر اپنے آپ کو تباہ کرلیں گی۔ دیکھو عراق نے اپنا آپ تباہ کر لیا۔ ایک وقت تک تو امریکہ کی گود میں گرے رہے اور ان کے لئے امریکہ سب کچھ تھا۔ لیکن دوسرے وقت میں امریکہ نے ان کو تباہ کر دیا۔ تو جب یہ لوگ اللہ کی بجائے دنیاداروں کی طرف جھکیں گے یا دنیاوی حکومتوں کی طرف جھکیں گے تو پھر تباہیاں ہی ہوں گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ تو اصل چیز یہی ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتے اور بندوں کے حق ادا نہیں کرتے تو وہ اپنا بگاڑ ختم نہیں کرسکتے۔ ابھی امانت کی بات ہوئی ہے کہ امانت کا حق ادا کرو۔ مسلمان ممالک میں حکومتیں اپنی عوام کا حق ادا نہیں کر رہیں۔ اسی طرح جو وہاں کے لوگ ہیں وہ بھی ایمانداری سے حق ادا نہیں کر رہے۔ اور علماء نے بھی ہر جگہ بگاڑ پیدا کر رکھا ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے کو ماننے کو تیار نہیں تو پھر اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کب تک چلے گا۔ یا تو یہ لوگ اسی طرح آپس میں لڑ مر کے تباہ ہو جائیں گے یا دوسری قومیں ان کو کمزور کر کے ان پر قبضہ کرلیں گی۔ اب یہ سارے ملک کمزور ہو چکے ہیں۔ ان ملکوں میں اونچی اونچی عمارتیں ہوتی تھیں۔ ایک زمانہ میں بیروت پیرس کہلاتا تھا لیکن اب تباہ ہو گیا۔ بغداد بھی یورپین شہر کے برابر تھا لیکن ختم ہو گیا۔ مٹی کا ڈھیر بن گیا۔ اسی طرح شام کے سارے علاقے دمشق وغیرہ تباہ ہو رہے ہیں۔ یہ اسی لئے ہو رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو بھول گئے ہیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتے تباہیاں چلتی رہیں گی۔

☆ ایک طالبعلم نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر تیسری جنگ عظیم شروع ہوئی تو مسلمان ممالک سے شروع ہوگی۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ مسلمان ملک سے شروع ہو یا کسی بھی ملک سے لیکن مغرب اس میں ضرور involve ہوگا۔ کیونکہ مسلمان ممالک تو West کے بغیر لڑ ہی نہیں سکتے۔ اور پھر مختلف blocks بن جائیں گے۔ ویسے تو اب کہا جا رہا ہے کہ Trump کے جیتنے سے روس اور امریکہ شاید ایک ہو جائیں۔ اگر یہ اکٹھے ہوتے ہیں تو چین اپنا بلاک بنانے کی کوشش کرے گا۔ اس لئے جب تک ساری صورتحال واضح نہیں ہو جاتی، ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن بہرحال یہ ثابت شدہ ہے کہ اگر World War ہوتی ہے تو یورپ بھی محفوظ نہیں اور کینیڈا اور امریکہ بھی محفوظ نہیں اور ایشیاء بھی محفوظ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو تباہی آنی ہے اس میں جزائر کے رہنے والے بھی محفوظ نہیں اور ایشیاء تو بھی محفوظ نہیں اور مغرب میں رہنے والے بھی محفوظ نہیں۔ کوئی خدا تمہیں نہیں بچائے گا۔ کیونکہ یہ خدا کو چھوڑ بیٹھے۔ جس خدا کو مانتے ہیں وہ انہیں بچا نہیں سکتا۔ اور مسلمان جس واحد خدا کو مانتے ہیں اس کا حق ادا نہیں کر رہے، اس کے حکموں پر عمل نہیں کر رہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے میرے حق کے ساتھ لوگوں کے حق ادا کرو۔ کون حق ادا کر رہا ہے؟ حکومتیں عوام کو لوٹ رہی ہیں اور عوام اپنی حکومتوں کے خلاف لڑ رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ تیسری دنیا کے جتنے بھی مسلمان ملک ہیں وہاں جب بھی کوئی سیاستدان یا لیڈر آتا ہے تو سب سے پہلے ان کے اپنے سوئس (Swiss) اکاؤنٹ بھرنے شروع ہوتے ہیں اور اس کے بعد ملک کی ترقی ہوتی ہے۔ جب تک ایسا رہے گا تو یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔ اب یہ جو جنگیں ہو رہی ہیں یہ بھی عذاب ہی ہے۔ ضروری نہیں کہ زلزلہ اور طوفان اور آندھیاں اور Hurricanes آئیں تو تب ہی عذاب آتا ہے۔ جنگیں بھی عذاب کی ایک صورت ہیں جو آیا ہوا ہے لیکن مسلمان اس کو realize ہی نہیں کر رہے۔

☆ ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ پچھلے دنوں جب انڈیا اور پاکستان کی جنگ کی بات ہو رہی تھی تو میرے سکّھ دوست کہہ رہے تھے کہ اگر پاکستان میں غیر مسلم بھی ہمارے ساتھ لڑیں تو بھی جہاد ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اگر کوئی حملہ ہوتا ہے اور اس میں اگر پاکستان ظالم ہے تو وہ غلط ہے۔ اگر ہندوستان ظالم ہے تو وہ غلط ہے۔ جو بھی ظلم کے خلاف لڑتا ہے اور اپنے ملک کے دفاع کے لئے لڑتا ہے تو اسے کوئی دینی جنگ نہیں کہیں گے۔ یہ ہندو مذہب کے ساتھ جنگ نہیں ہوگی یا عیسائیت اور اسلام کی جنگ تو نہیں ہو رہی۔ یہ تو ملکوں میں Geo political war ہے۔ جو فوجی اس میں اپنے ملک کی خاطر لڑ رہا ہے وہ جہاد ہی کر رہا ہے۔ ملک کی خاطر قربان ہونے والا شہید ہی ہوتا ہے چاہے وہ کوئی ہو۔

☆ ایک طالب علم نے سوال کیا کہ جب حضور انور لندن میں ہوتے ہیں تو حضور کی daily routine کیا ہوتی ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ آپ کو میری یہاں کی daily routine کا پتہ چل گیا ہوگا۔ اور لندن میں میری daily routine یہاں کی نسبت زیادہ سخت ہوتی ہے۔ میں لندن میں یہاں کی daily routine سے زیادہ busy ہوتا ہوں۔ صبح سے لے کر رات تک۔ ہفتہ میں ساتوں دن۔ اور دن میں بہت سے گھنٹے۔ اب میں ساری چیزیں تو detail سے نہیں بتا سکتا۔ پہلے کئی دفعہ بتا چکا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ طلباء کی یہ نشست آٹھ بجے ختم ہوئی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام طلباء کو شرف مصافحہ سے نوازا اور تمام طلباء کو قلم عطا فرمائے۔

....

تقریب آمین

بعد ازاں پروگرام کے مطابق تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت درج ذیل 43 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

سجیل احمد مبشر، ارسلان آصف، نور السلام، مزا سلمان فاروق، زین دانیال رفاقت، ساہمیر کاشف، فراز احمد، مسرور عباس، ارمنش سیف، پیام احمد، حارث محمود، ہاشم رائے، حمزہ احمد ظفر، ساگر باجوہ، محفوظ بھٹی، واہب رائے، رمیز علی چیمہ۔

صوفیہ ولی، زویا نوید مرزا، فریحہ علی رانا، طوبیٰ مانگٹ، عائکہ جاوید، بریرہ افتخار، سبرینا احمد، مدیحہ احمد، نوال شعیب، ماہ روش وڑائچ، ظوہیر عاطف، عنایہ نواز، محسنہ چوہدری، سبیکا سعادت، ماھین زبیر، ملائکہ خان، ایلیا جاوید، علیشا ملک، زویا قریشی، ناجیہ رانا، تاشفہ چوہدری، طوبیٰ احمد، ستارہ امان اللہ، امینہ خادم، کاشفہ محمود، علیشاہ ملک۔

تقریب آمین کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

10 نومبر 2016ء بروز جمعرات

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجکر پینتالیس منٹ پر مسجد بیت النور میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک رپورٹس اور دفتری خطوط ملاحظہ فرمائے اور ہدایات سے نوازا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو بجے مسجد بیت النور میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج شام کے اس سیشن میں کیلگری جماعت کے 42 خاندانوں کے 175 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ان ملاقات کرنے والی فیملیز میں شہداء لاہور اور سیریا سے آنے والے مہاجرین کی فیملیز بھی تھیں۔ ان سبھی فیملیز نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا اور ہر ایک ان میں سے برکتیں سمیٹتے ہوئے باہر آیا۔ بیماروں نے اپنی شفایابی کے لئے دعائیں حاصل کیں۔ پریشانیوں اور مسائل میں گھرے ہوئے لوگوں نے اپنی تکالیف دور ہونے کے لئے دعا کی درخواستیں کیں اور تسکین قلب پا کر مسکراتے ہوئے چہروں کے ساتھ باہر نکلے۔ بعضوں نے اپنے مختلف معاملات اور کاروبار کے لئے راہنمائی حاصل کی۔ طلباء اور طالبات نے اپنے امتحانات میں کامیابی کے لئے اپنے پیارے آقا سے دعائیں حاصل کیں۔ غرض ہر ایک نے اپنے پیارے آقا کی دعاؤں سے حصہ پایا۔ دعاؤں کے خزانے لوٹے اور ان کے دیدار کی پیاس بجھی اور ان کی پریشانیاں اور تکالیف راحت و سکون اور اطمینان قلب میں بدل گئیں اور یہ مبارک لمحات انہیں ہمیشہ کے لئے سیراب کر گئے۔

ان سبھی لوگوں نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت النور میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

کیلگری میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی تعداد تین ہزار سے زائد ہے۔ مسجد بیت النور اور ارد گرد کا سارا ماحول ہی بڑا روح پرور ہے۔ یہ ایام بہت ہی مبارک اور برکتوں اور اللہ کے فضلوں کے حصول کے دن ہیں۔ اس جماعت کا ہر مکین، مرد، عورت، بچہ بوڑھا ان برکتوں سے فیضیاب ہو رہا ہے۔ آنکھیں پیارے آقا کے دیدار سے سیراب ہو رہی ہیں اور دل تسکین پا رہے ہیں اور ایمان بڑھ رہے ہیں اور یہاں عید کا سماں ہے۔

کیلگری مسجد جہاں دن کو بہت خوبصورت نظر آتی ہے۔ وہاں رات کو بھی بہت خوبصورت دکھائی دیتی ہے۔ روشنیوں میں مسجد کی بیرونی چار دیواری پر ایک ترتیب کے ساتھ لکھی ہوئی، اللہ تعالیٰ کی صفات چمکتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں اور دور سے نظر آتی ہیں۔ مسجد کے احاطہ کے ارد گرد بیرونی باڑ اور درخت بھی رنگ برنگی روشنیوں سے مزیّن ہیں اور خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔

اس مسجد کی طرف جانے والی سڑک کیلگری کی مقامی حکومتی انتظامیہ نے جماعت کے حوالے کر دی ہے کہ جیسے چاہیں اس کو استعمال کریں، اپنی سہولت اور انتظام کی خاطر بیشک اس کو دونوں اطراف سے بلاک (Block) کر دیں۔ عام ٹریفک متبادل راستوں سے جائے گی۔ چنانچہ جماعت کی انتظامیہ نے اپنی سہولت اور انتظامات کے مدّنظر اس سڑک کو مکمل بلاک کیا ہوا ہے اور صرف جماعتی انتظامیہ اور ڈیوٹی والے احباب کے لئے اسے کھولا جاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کیلگری کی آمد پر مقامی حکومتی انتظامیہ کی طرف سے غیر معمولی تعاون اور خیر سگالی کا مظاہرہ ہے۔ مسجد کے ارد گرد کے علاقوں میں حکومت نے پارکنگ کی سہولیات مہیا کی ہیں اور بعض کار پارک جماعت کو دیئے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کی ہوائیں ہر سُو چل رہی ہیں۔ یہ دن بڑے ہی مبارک اور برکتوں والے دن ہیں۔

(باقی آئندہ)

بقیہ خطاب حضور انور۔ از صفحہ نمبر 4

نعمتوں سے نوازوں گا۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے حکموں پر چلنے سے اس دنیا میں بھی جنت کے سامان ہوں گے اور اُخروی زندگی میں بھی جنت کے سامان ہوں گے اور جو اس سے دُور جائیں گے وہ جہنم کا ٹھکانہ پائیں گے۔

پس اللہ تعالیٰ جب دنیا میں فساد کی حالت دیکھتا ہے، مذہبی کہلانے والوں کو بھی دین کو دنیاوی خواہشات پوری کرنے کا ذریعہ بنا کر فساد پیدا کرتے ہوئے دیکھتا ہے جیسا کہ آجکل دنیا میں ہم دیکھتے ہیں بہت ساری تنظیمیں اور علماء یہی کام کر رہی ہیں اور دنیاوی لوگوں کو بھی بے انتہا گراوٹوں میں گر کر فساد میں مبتلا دیکھتا ہے تو اس کی رحمت جوش میں آتی ہے اور پھر یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا (الروم: 51) کا نظارہ دکھاتا ہے۔ زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے۔ زمین میں بسنے والوں پر وہ پانی اتارتا ہے جو روحانی مُردوں کی زندگی کا باعث بنتا ہے۔

تعلیمی ترقی اور نئی ایجادات نے جہاں انسانوں کے ذہنوں کو روشن کیا ہے وہاں اکثریت کو روحانی طور پر مُردہ کر دیا ہے۔ حتی کہ مسلمان بھی کامل تعلیم کے باوجود غلط قسم کے علماء کے پیچھے چل کر روحانی طور پر مُردہ ہو چکے ہیں۔ لیکن یہ ہونا تھا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر ہمیں پہلے ہی یہ بتا دیا تھا۔ لیکن ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی دے دی تھی کہ اس فساد کے زمانے میں، روحانی زوال کے زمانے میں، دنیاوی خواہشات کے بڑھنے کے زمانے میں، اسلامی تعلیمات کو بھلانے کے زمانے میں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام دنیا کی رہنمائی کے لئے آئے گا اور احیائے موتیٰ کا ذریعہ بنے گا۔ پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرستادے اور مسیح موعود اور مہدی معہود کو مان لیا اور اس کی بیعت میں شامل ہو کر یہ اعلان کیا کہ ہم شیطان کے ہر حملے کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس پر الٹا دیں گے۔ اس کے ہر بہکاوے پر اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے بچنے کی کوشش کرتے چلے جائیں گے۔ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ پس آپ اس بات پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔ لیکن یہ شکرگزاری صرف منہ کے اعلان سے ہی مقصد پورا نہیں کر سکتی کہ الحمدللہ ہم شکرگزار ہیں اللہ کے کہ ہم احمدی ہو گئے۔ اس کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور احمدی عورت اور لڑکی کی سب سے بڑھ کر یہ ذمہ داری ہے کیونکہ اس نے صرف اپنے آپ کو ہی شیطان کے حملوں سے نہیں بچانا بلکہ اپنی نسلوں کو بھی ان حملوں سے بچانا ہے۔ عورت ہے جس کی کوکھ سے بچہ جنم لیتا ہے۔ عورت ہے جس کی گود میں بچہ پلتا ہے، بڑھتا ہے۔ عورت ہے جو اپنے بچہ کو باہر کے ماحول سے متاثر ہونے سے پہلے اپنے بچے کی اس نہج پر تربیت کر سکتی ہے کہ اسے پتا چل جائے کہ برائی کیا ہے اور اچھائی کیا ہے۔ ایک حقیقی احمدی مسلمان عورت اپنے بچے کو بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے کے علاوہ اسلام کے اعلیٰ اخلاق کے معیار کیا ہیں۔ ایک احمدی عورت ہے جو اپنے بچہ کو بتا سکتی ہے، اس کے کان میں بچپن سے ڈال سکتی ہے کہ تمہارے احمدی مسلمان ہونے کا مقصد کیا ہے۔ اس موجودہ بگڑے ہوئے معاشرے میں یہ تربیت کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ایک بہت بڑا چیلنج ہے ہر احمدی عورت کے لئے، ہر احمدی ماں کے لئے۔ ساتھ ہی بہت بڑی ذمہ داری بھی ہے۔

اس وقت آپ میں سے اکثریت جو میرے سامنے بیٹھی ہیں وہ اس لئے یہاں آئی ہیں کہ ان کے اپنے ملکوں میں ان کو مذہب کی آزادی سے محروم کیا گیا۔ یہاں بعض ایسی بھی ہیں جو معاشرتی بہتری کے لئے آئی ہیں یا پھر بعض دوسرے ظلموں کا نشانہ بنی ہیں۔ جو تو مذہبی مظالم کی وجہ سے آئے ہیں، عورتیں ہوں یا مرد وہ تو کبھی یہ سوچ نہیں سکتے اور مَیں امید رکھتا ہوں کبھی یہ سوچ ہو گی بھی نہیں کہ ترقی یافتہ ملکوں میں آ کر مذہب کو ثانوی حیثیت دے دیں، مذہب ان کے لئے ثانوی حیثیت اختیار کر جائے۔ بلکہ وہ بھی جو مذہبی وجوہات کی وجہ سے نہیں آئے، مَرد ہوں یا عورتیں وہ بھی اِلَّا مَاشَاءَاللّٰہ نہیں سوچ سکتے کہ مذہب کو پیچھے پھینک دیں۔

گویا اعتقادی رنگ میں کوئی حقیقی احمدی خواہ وہ عورت ہے یا مرد اپنے مذہب کو دوسری چیزوں پر ترجیح نہیں دے گا۔ لیکن عملی طور پر اگر جائزہ لیں تو ہمیں نظر آئے گا کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کے باوجود بڑی تعداد اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والی نہیں ہے۔ اور اگر عورتوں کے عمل اس تعلیم کے مطابق نہیں تو بچے بھی پھر وہی نمونے قائم کریں گے۔ وہ مائیں جو بچپن سے اپنے نمونے بچوں کے سامنے رکھتی ہیں اور بچوں کے معاملات میں حکمت سے نظر رکھنے والی ہیں ان کے بچے ہر اچھی بری بات گھر آ کر اپنی ماؤں سے شیئر (share) کرتے ہیں، انہیں بتاتے ہیں۔ اور مائیں پھر حکمت سے جواب بھی دیتی ہیں۔ ایسی ماؤں کے بچے پھر ماحول کے اثر میں نہیں آتے اور جوانی میں بھی ماحول کی برائیوں سے بچنے والے ہوتے ہیں لیکن جو مائیں بچوں کے معاملات میں شروع بچپن سے ہی دلچسپی نہیں لیتیں، وہ سمجھتی ہیں ان کے کھیلنے کودنے کی عمر ہے، کوئی ایسی بات نہیں ہے سیکھ رہا ہو گا۔ ضرورت سے زیادہ حسن ظنی رکھتی ہیں یا بے توجہگی کرتی ہیں یا پھر سختی بھی کرتی ہیں۔ اگر یہ بچے کوئی بات کریں تو بغیر دلیل کے سختی سے ان کے منہ بند کرنے کی کوشش کرتی ہیں، صرف معمولی سختی نہیں کرتیں۔ پھر وہ بچے ماؤں کو اپنی باتیں بتانا بند کر دیتے ہیں اور جب تیرہ چودہ سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو پھر گھر سے زیادہ باہر کا ماحول ان کو اچھا لگتا ہے۔ دین سے زیادہ دنیا ان کی نظر میں اچھی ہوتی ہے۔

مَیں باپوں کو اس تربیت کی ذمہ داری سے بری الذمہ نہیں کرتا۔ یقیناً باپ بھی ذمہ دار ہیں۔ بعض دفعہ ماؤں کی تربیت کے باوجود باپوں کے عمل کو دیکھ کر بچے بگڑتے ہیں۔ پس باپوں کی بھی یہ ذمہ داری ہے اور ان کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ انہوں نے اس ذمہ داری کا حق ادا کرنا ہے۔

لیکن زیادہ وقت بچے ماؤں کے پاس رہتے ہیں اس لئے اسلام ماؤں پر ذمہ داری ڈالتا ہے کہ وہ بچوں کی تربیت کا حق ادا کریں۔

بچوں کی تربیت کی ذمہ داری جیسا کہ میں نے کہا کہ کوئی معمولی ذمہ داری نہیں ہے اور اس بگڑے ہوئے معاشرے میں جہاں ہر قدم پر شیطان نے دنیاوی ترقی کے نام پر اپنی طرف کھینچنے کے سامان کئے ہوئے ہیں اور پھر جب بچے اپنے ساتھ کے غیر بچوں کو بعض کام کرتے دیکھتے ہیں خاص طور پر جب بارہ تیرہ سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو ان میں بے چینیاں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ پس یہ تربیت جو ماں کرتی ہے اور جس محنت سے اس طرف توجہ دیتی ہے یہ جہاد سے کم نہیں ہے۔ تبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کے سوال کرنے پر کہ ہم جہاد پر تو جا نہیں سکتیں کیا، گھروں کو سنبھالنے اور بچوں کی تربیت کرنے پر جہاد جیسا ثواب کمائیں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً یہ تمہارا جہاد ہے اور اس کا ثواب تمہیں جہاد جتنا ہے۔

(الجامع لشعب الایمان للبیہقی جلد 11 صفحہ 178-177 حدیث 8369 مطبوعہ الرشد ناشرون ریاض 2004ء)

دیکھیں کتنا مقام ہے بچوں کی تربیت کا اور کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اس مقام کا احساس دلایا ہے۔ عورت ہی ہے جو بچوں کی تربیت کر کے قوم کی بنیادیں مضبوط کرتی ہے یا کر سکتی ہے۔ جو قومیں بچوں کی تربیت پر توجہ نہیں دیتیں وہ زوال پذیر ہو جاتی ہیں۔

اخبار ہر سال یہ تجزیہ پیش کرتے ہیں کہ مذہبی لحاظ سے مثلاً عیسائی ممالک میں ایک بڑی تعداد ہر سال عیسائیت سے لاتعلق ہو رہی ہے، اسے چھوڑ رہی ہے بلکہ خدا تعالیٰ پر یقین ہی ختم ہو رہا ہے۔ کیوں عیسائیت میں جتنی بھی وہ باتیں ہیں جو بائبل میں برائیاں اور بداخلاقیاں لکھی گئی ہیں آج ان کو تبدیل کیا جا رہا ہے حتی کہ بعض پادری بھی یہ بیان دے دیتے ہیں کہ فلاں فلاں برائی اب کوئی برائی نہیں رہی کیونکہ لوگ اس کو پسند کرتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ لوگوں کی مخالفت کا سامنا نہیں کر سکتے۔ ملکی قوانین، جمہوریت اور آزادی کے نام پر اللہ تعالیٰ کے قوانین میں تبدیلیاں پیدا کر رہے ہیں اس لئے کہ لوگ مذہب کی اقدار اور تعلیم کو بھلا رہے ہیں اور اس سے لاتعلق ہو رہے ہیں۔ اس لئے کہ ترقی یافتہ ممالک میں ماؤں نے اپنے بچوں کی مذہبی اور اخلاقی تعلیم پر توجہ نہیں دی۔ ماں بھی گھر سے باہر ہے اور باپ بھی گھر سے باہر ہے نتیجۃً بچے کے لئے گھر میں نہ گھریلو ماحول ہے، نہ دینی ماحول ہے۔

مسلمانوں میں بگاڑ کی بھی ایک بڑی وجہ یہی ہے کہ مسلمان عورتوں کی اکثریت دینی علم سے بے بہرہ ہے۔ ان کو علم ہی نہیں ہے۔ ان سب میں یہ بگاڑ پیدا ہونا بھی تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے علاوہ کسی مذہب کو ہمیشہ کے لئے اپنی تعلیم پر قائم رہنے کے لئے نہیں بھیجا اور اسلام کو جو تا قیامت قائم رہنے کے لئے بھیجا اور شریعت مکمل کر کے بھیجا تو اس کے لئے یہ سامان بھی کر دیئے کہ اس فساد کے زمانے میں مسیح موعود اور مہدی معہود کو بھیجا جنہوں نے عورتوں اور مَردوں دونوں کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے اور بتایا کہ اپنی ذمہ داریوں کا حق ادا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اپنی بچیوں کی ایسی دینی تربیت کرو کہ آئندہ نسل کی مائیں اپنے بچوں کے ذہنوں میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے حکم کو بٹھاتی چلی جائیں اور اپنے لڑکوں کی ایسی تربیت کرو کہ آئندہ بننے والے باپ دین کی حقیقی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے والے ہوں اور یوں اپنے بچوں کے لئے بہترین نمونہ بنیں۔

پس ہر احمدی عورت کو اور لڑکی کو اس اہم ذمہ داری کو سمجھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہماری نسلوں کی ترجیحات کبھی دنیا نہ ہو بلکہ دین ہو۔ آج ہم اپنے آپ کو پڑھا لکھا تو سمجھتے ہیں لیکن ایمان کی وہ حالت نہیں ہے جو ہونی چاہئے۔ عورتوں کی اکثریت بچوں کی دنیاوی تعلیم اور تربیت پر توجہ تو دیتی ہے۔ ان کے لئے بڑی فکر کا بھی اظہار کرتی ہے لیکن دینی تعلیم و تربیت پر نہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنا بیمار بچہ لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئی اور کہا کہ ڈاکٹروں نے تو اسے لاعلاج قرار دے دیا ہے۔ نیز یہ بھی کہا کہ میں تو مسلمان ہوں بچہ بھی مسلمان پیدا ہوا ہے لیکن میرا یہ بچہ اب عیسائیت کے زیر اثر عیسائی ہو گیا ہے۔ آپ ایک تو اس بیماری کا علاج کریں لیکن جو بات بڑی اصرار سے اُس اَن پڑھ عورت، غریب عورت نے کہی وہ یہ تھی کہ آپ ایک دفعہ اس سے کلمہ پڑھوا دیں پھر بیشک یہ مر جائے مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس لڑکے کو بیماری کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے پاس بھیجا کہ اس کا علاج کریں اور ساتھ ہی کچھ تبلیغ بھی کریں۔ زبردستی تو کسی کو مسلمان بنایا نہیں جا سکتا۔ تبلیغ کریں۔ اس کے دل میں بات بیٹھ جائے تو ہو سکتا ہے وہ دوبارہ مسلمان ہو جائے۔ لیکن وہ لڑکا بھی عیسائیت میں بڑا پکّا تھا۔ وہ کلمہ پڑھنے سے بچنے کی خاطر ایک رات علاج چھوڑ کے قادیان سے چپکے سے بھاگ گیا۔ رات کو ہی اس کی ماں کو بھی پتا چل گیا۔ وہ اس کے پیچھے پیچھے دوڑی اور بٹالے کے نزدیک جا کے اسے پکڑ کے واپس لے آئی۔ ماں دعا بھی کر رہی تھی۔ دینی علم تو اتنا نہیں تھا لیکن اللہ پہ یقین تھا اس لئے دعا ضرور کرتی تھی۔ آخر خدا نے اس ماں کی دعا کو سنا اور اس کا بیٹا ایمان لے آیا۔ بعد میں گو وہ جلد فوت بھی ہو گیا مگر اس ماں نے کہا کہ اب میرے دل کو ٹھنڈ پڑ گئی ہے۔ موت سے پہلے اس نے کلمہ تو پڑھ لیا اور دل سے پڑھا ہے، زبردستی نہیں پڑھایا گیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ ہوتی ہے صحیح تربیت اور یہ ہوتی ہے وہ روح جو اسلام عورت میں پھونکنا چاہتا ہے۔

(ماخوذ از انوار العلوم جلد 22 صفحہ 17-16)

پس اس قسم کی عورتیں جو اپنے بچوں کو نیک اور تربیت یافتہ دیکھنا چاہتی ہیں وہ صرف اپنا فائدہ نہیں کر رہی ہوتیں، اپنی اور اپنے بچوں کی دنیا و عاقبت نہیں سنوار رہی ہوتیں بلکہ قوم کو اور جماعت کو بھی فائدہ پہنچا رہی ہوتی ہیں۔

بہت سے بچے واقفینِ نَو ماؤں کی گودوں میں ہیں ان کی تربیت کرنا ماؤں کا فرض ہے۔ بہت سارے بچے بڑے ہو کر اپنے اپنے کاموں میں لگ گئے۔ کہلانے والے وقفِ نَو ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں ہم وقف نہیں کرنا چاہتے۔ اگر شروع میں دینی تربیت ہوتی تو کبھی یہ سوچ ان بچوں میں پیدا نہ ہوتی جن کی ماؤں نے بڑی دعاؤں کے ساتھ اپنے بچوں کو وقف کیا تھا۔ پس اس کے لئے محنت بھی کرنی پڑتی ہے۔ صرف ایک وعدہ کر دینا کافی نہیں ہے۔ دنیاوی لحاظ سے بھی اور دینی لحاظ سے بھی ہر وہ شخص جو دنیا میں ایک مقام حاصل کرتا ہے اس میں اس کی ماں کا حصہ ہوتا ہے۔ دنیاوی سوچ رکھنے والی مائیں یا عام مائیں تو کہہ سکتی ہیں کہ اگر ہم اپنے بچوں کی تربیت میں لگی رہیں تو ہم اپنی پڑھائی سے کس طرح اونچا مقام حاصل کریں گی۔ ہم نے بہت ساری ڈگریاں بھی لی ہیں، سرٹیفکیٹ بھی لئے ہیں، میڈل بھی لئے ہیں، یہ مقام ہمیں کس طرح ملیں گے۔ لیکن اسلام کہتا ہے کہ تم اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو کر دینی تعلیم میں اپنے آپ کو انتہائی رنگ میں بڑھا کر جب اپنے بچے کی صحیح پرورش اور تربیت کرتی ہو اور تمہارا بچہ اپنی پیشہ وارانہ مہارت دکھا کر ایک مقام حاصل کرتا ہے اور اچھا سائنسدان بنتا ہے، اچھا ریسرچ سکالر بنتا ہے۔ اچھا وکیل بن کر دکھی انسانیت کی خدمت کرتا ہے، اچھا ڈاکٹر بن کر انسانوں کی صحت کے سامان کرتا ہے۔ اچھا لیڈر اور سیاستدان بن کر اور اس میں مقام حاصل کر کے دنیا میں امن قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کی نیکیوں کے ثواب میں اس کی ماں بھی شامل ہو گی۔ ایک مومن ماں اپنے بچے کے لئے اس دنیا میں بھی اور اخروی زندگی میں بھی جنت بنا رہی ہوتی ہے اور جن کو جنت بنانے کا مقام اللہ تعالیٰ نے دے دیا اس کے اپنے لئے کتنے بڑے بڑے اجر اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے ہوں گے۔

پس یہ سوچ ہونی چاہئے کہ ہم نے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ ہماری تعلیم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بن جائے۔ ہمارا علم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بن جائے۔ پس دنیادار ماں اور مومن ماں کی سوچ میں بڑا فرق ہے۔

بعض لڑکیاں اچھے رشتے صرف اس لئے گنوا دیتی ہیں کہ ہم نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنی ہے۔ بیشک اعلیٰ تعلیم اچھی چیز ہے لیکن مَیں نے دیکھا ہے بعض بہت اچھی پڑھی لکھی احمدی لڑکیاں ڈاکٹر بھی ہیں اور دوسرے اعلیٰ مقام پر

پہنچی ہوئی ہیں لیکن جب اچھے رشتے آئے تو انکار نہیں کیا۔ شادیاں ہوگئیں۔ اس کے بعد خاوند کے ساتھ ایسی اچھی understanding بھی ہوگئی۔ بچے جب تربیت کے وقت سے نکل گئے تو دوبارہ انہوں نے اپنی پڑھائی کو جاری کیا اور پھر اپنی اس مہارت میں مزید اس کو بڑھانے کا شوق بھی پورا کرلیا۔ بیشک اعلیٰ تعلیم بڑی اچھی چیز ہے لیکن اس سے بھی اعلیٰ بات یہ ہے کہ احمدی بچوں کی دینی لحاظ سے بھی اور دنیاوی لحاظ سے بھی ایک فوج تیار ہو جو اس بگڑے ہوئے زمانے میں اپنی نسلوں کو شیطان کے حملوں سے بچانے کی ضمانت بن جائے۔ اپنی نسل میں سے ایسی مائیں پیدا کریں جو بہترین بیویاں ہوں اور بہترین ساسیں ہوں اور بہترین نندیں ہوں اور بہترین بھابھیاں ہوں۔ اور ایسے لڑکے پیدا کریں جو بہترین خاوند ہوں، بہترین باپ ہوں، بہترین سسر ہوں اور بہترین بیٹے ہوں۔ اگر یہ ہوجائے تو نہ کبھی کوئی بچی اپنے سسرال میں مظلوم ہوگی۔ بہت بڑی وجہ اس مظلومیت کی یہی جہالت ہے۔ اگر بچوں کی صحیح تربیت ہو تو کوئی بچی اپنے سسرال میں مظلوم نہیں ہوگی۔ نہ کوئی بیوی اپنے خاوند کی محبت سے محروم ہوگی۔ نہ کسی ساس کو اپنی بہو سے کوئی شکوہ ہوگا اور یہی وہ حالت ہے جو دنیا کو بھی جنت بنا دیتی ہے اور فسادوں کو ختم کرتی ہے۔ بہت سارے جھگڑے، عائلی جھگڑے اسی وجہ سے ہوتے ہیں کہ ساسیں اپنا زمانہ بھول جاتی ہیں۔ بہوؤں پر ظلم کر رہی ہوتی ہیں۔ بہوئیں اس خوف سے کہ ساسیں کہیں ان پر ظلم نہ کردیں پہلے ہی دن سے اپنا رعب ڈالنے کی کوشش کرتی ہیں حالانکہ دونوں کو ایک دوسرے کو سمجھنا چاہئے اور چاہے چند ایک مثالیں ہوں، بہت تھوڑی مثالیں ہیں لیکن جماعت میں بھی یہ مثالیں اب بڑھ رہی ہیں اس لئے بہرحال فکر کی بات ہے۔ اچھی مائیں اور اچھی ساسیں اور اچھی بہوئیں بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے آرام سے اپنے گھروں میں رہ رہی ہیں۔ ساسوں نے بہوؤں کو اپنی بیٹیوں کی طرح رکھا ہوا ہے۔ لیکن جو بگاڑ پیدا کرنے والی ہیں ان کے ایسے ایسے بعض دفعہ سلوک ہوتے ہیں کہ انسان پریشان ہوجاتا ہے کہ ایک احمدی مومن ماں بھی اس طرح کرسکتی ہے۔ پس اگر جنت بنانی ہے تو ماؤں نے ہی بنانی ہے اور فسادوں کو ختم کرنا ہے تو ماؤں نے ہی کرنا ہے۔ عورت نے ہی کرنا ہے۔ لڑکی نے ہی کرنا ہے۔ اور یہی ایک حقیقی مومنہ سے توقع کی جاتی ہے۔

دوسری بات جو مَیں کہنا چاہتا ہوں اور وہ بھی اصل میں پہلی بات کا ہی تسلسل ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا ہی تسلسل ہے، تربیت کا ہی تسلسل ہے وہ مومن عورتوں اور مومن مردوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ آپ نے ابھی تلاوت بھی سنی اس میں بھی بہت سارے احکامات ہیں جن پر انسان غور کرے تو اپنی حالت بہتر کرسکتا ہے۔ اس میں یہ آیت جو مَیں نے لی ہے یہ آپ نے سنی کہ وَالَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِّرُوۡا بِاٰیٰتِ رَبِّہِمۡ لَمۡ یَخِرُّوۡا عَلَیۡہَا صُمًّا وَّ عُمۡیَانًا (الفرقان:74) اور مومن مرد اور عورتیں ایسی ہوتی ہیں جب ان کو خدا تعالیٰ کی باتیں بتائی جاتی ہیں تو وہ ان پر بہرے اور اندھے ہوکر نہیں گزر جاتے۔ یعنی مومن چاہے مرد ہو یا عورت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کے حوالے سے جب کوئی بات سنتا ہے تو اس پر فوری عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس یہ ہے وہ معیار جو اللہ تعالیٰ نے مومن کا مقرر کیا ہے ورنہ مومن یا مومنہ ہونے کا اعلان صرف ایک اعلان ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

قرآن کریم میں بعض احکامات خاص طور پر عورت کے حوالے سے آئے ہیں جو عورت کے مقام کو قائم کرنے کے لئے ہیں۔ ہر احمدی عورت کو، ہر احمدی لڑکی کو اس کا جائزہ لینا چاہئے۔ مثلاً پردہ ہے یہ کوئی ایسا حکم نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا آپ کے خلفاء نے جاری فرمایا۔ بلکہ یہ وہ حکم ہے جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور مختلف جگہ پر اس کو بیان کیا ہے۔ اس کی اہمیت اور اس کی حکمت بیان فرمائی ہے اور بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے بلکہ اس زمانے کی حالت کو بھی سامنے رکھتے ہوئے بیان کیا ہے۔ اس لئے جب لڑکیوں کو پردے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو کہہ دیتی ہیں کہ یہ کیا پرانی دقیانوسی باتیں ہیں۔ بلکہ بعض عورتیں جو پاکستان سے آئی ہیں انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کے پردے ان ترقی یافتہ ممالک میں آ کر ان کے بچے چھڑوا دیتے ہیں۔ مردوں کو زیادہ اس بات میں کمپلیکس ہے کہ یہ بڑی خطرناک بات ہے، یہاں تو تمہیں پولیس پکڑ کے لے جائے گی اور وہ مائیں بیچاری جو ساری عمر پردہ کرتی رہتی ہیں پولیس کے خوف سے پردہ چھوڑ دیتی ہیں۔ اسلام اصل میں پردے کے ذریعہ عورت کی عزت اور عفت قائم کرنا چاہتا ہے اور جب اس بات کی تلقین کرتا ہے تو پھر اس سے پہلے سورۃ نور کی آیت 31 میں اس تقدس اور عصمت کو قائم کرنے کے لئے پہلے مَردوں کو حکم دیا ہے کہ مومن مرد اپنی نظریں نیچی رکھیں۔ جہاں عورت کو دیکھا فوراً نظریں اٹھا کر گھور گھور کے اسے دیکھنے کی بجائے اپنی نظروں کو نیچے رکھو۔ بعض مردوں کی یہ بھی عادت ہوتی ہے اور یہ پتا بھی ہوتا ہے کہ عورت پردہ کر رہی ہے اور حیا دار ہے پھر بھی اگر آنکھیں پھاڑ کے نہ سہی تو کوشش ہوتی ہے کسی طرح ہماری نظر پڑ جائے۔ اس لئے ان نظروں سے بچنے کے لئے اسلام کہتا ہے کہ اپنے آپ کو تم بچاؤ۔

پس پہلے تو مَردوں کو ہی یہ حکم دیا ہے کہ تم عورت کی عزّت اور عفّت کو قائم کرو۔ پھر اگلی آیت میں عورتوں کو بھی کہا کہ ہر قسم کے شر سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ تم بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھو۔ حیا کو قائم کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا ہر مومن مرد اور مومن عورت کے ایمان کا حصہ ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب امور الایمان حدیث 9)

پس جس میں حیا نہیں اس میں اس ارشاد کے مطابق ایمان بھی نہیں۔ پھر قرآن کریم میں اسی آیت کے تسلسل میں فرمایا کہ اپنی زینت کو چھپائیں۔ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنۡہَا (النور:32) کہ سوائے اس کے جو خود بخود ظاہر ہوتی ہو۔ اس میں قد کاٹھ ہے۔ جسم کا موٹا پتلا ہونا وغیرہ شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب فرمایا کہ پردہ کرو تو چادر اوڑھنے کا کہا تھا جس سے جسم ڈھانکا جاتا ہے۔ برقعہ کا رواج تو بعد میں عورتوں نے اپنی سہولت کے لئے اختیار کرلیا۔ اس میں بھی اب نئی نئی بدعات شامل ہو رہی ہیں۔ بعض تو سادہ برقعے ہوتے ہیں۔ بعض ضرورت سے زیادہ کڑھائی اور موتی لگا کے پہنے جاتے ہیں۔ گویا نظروں سے بچنے کے لئے پردہ کرنے کا حکم جو دیا گیا تھا اسے توجہ کھینچنے کا ذریعہ بنایا جا رہا ہے۔ اس میں بھی فیشن آ گیا ہے اور اسی پر بس نہیں بلکہ بعض لوگوں کے برقعے اتنے تنگ ہوتے ہیں یا سردیوں میں اس پہ بعض کوٹ کے نام پر جو پہنتی ہیں وہ اتنے تنگ ہوتے ہیں جو زینت کو چھپانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جس کا حکم دیا ہے اس کو ظاہر کیا جا رہا ہوتا ہے۔ یہ کوئی پردہ نہیں ہے۔ پھر ایک نیا فیشن شروع ہوگیا ہے کہ تکونے اور آڑے ترچھے عجیب شکلوں کے برقعے بنائے جاتے ہیں۔ پھر اکثر برقعے کوٹ تو پہن لیتی ہیں لیکن ایسی بھی نظر آ جاتی ہیں جن کے آگے سے بٹن کھلے ہوتے ہیں۔ پاکستان میں بھی یہ بڑا رواج ہوگیا ہے اور نیچے تنگ جین اور ٹراؤزر اور انتہائی اونچی قسم کے پاجامے شلواریں پہنی جاتی ہیں اور اس کے اوپر ٹی شرٹ نما یا چھوٹی قمیض پہنی ہوتی ہے۔ یہ تو سب چیزیں پردے کے ساتھ مذاق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ مذاق ہے۔ اسی طرح جس طرح سکارف ہے، حجاب ہے یا نقاب لیا ہوتا ہے تو اس میں نہ بالوں کا پردہ ہوتا ہے نہ صحیح طرح چہرے کا۔ بعض دفعہ نئی آنے والی مسلمان عورتیں یہ اعتراض کرتی ہیں کہ تمہاری احمدی عورتوں میں جو پہلے احمدی ہیں ان کے تو پردے صحیح نہیں ہوتے، بال نہیں ڈھکے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اوڑھنیوں کو اس طرح لو کہ چہرہ نظر نہ آئے۔ کم از کم پردہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ ماتھا ڈھکا ہو، بال نظر نہ آئیں، نہ آگے سے نہ پیچھے سے۔ ٹھوڑی جو ہے یہ ڈھکی ہو اور گال ڈھکے ہوں۔

(ماخوذ از ریویو آف ریلیجنز جنوری 1905ء جلد 4 نمبر 1 صفحہ 17)

لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ اگر منہ کھلا رکھنا ہے تو سنگھار نہ کیا ہو۔ سادہ چہرہ ہو۔ اس میں ان لوگوں کے اعتراض کا جواب بھی ہے، ان کا بھی اعتراض دور ہوجاتا ہے جو یہ کہتی ہیں کہ ہم ناک بند کریں تو ہمارا سانس رکتا ہے۔ پھر بعض سر پر سکارف یا حجاب لے کر تو بڑا اچھی طرح ڈھانک لیتی ہیں لیکن نیچے چھوٹی قمیص اور تنگ سی جین پہنی ہوتی ہے۔ پھر بعض یہ فیشن شروع ہوگئے ہیں پاکستان میں جو نظر آتے ہیں اور یہاں بھی یقیناً آ گئے ہوں گے کہ شلواروں میں اور ٹراؤزر میں پنڈلیوں کے قریب لمبے لمبے کٹ (cut) دے دیئے جاتے ہیں اور چلتے ہوئے ننگ ظاہر ہو رہا ہوتا ہے۔ اس کی بھی کئی شکایتیں مجھے آتی ہیں۔ میں نہ بھی دیکھوں تو لوگ اپنی شکایتیں لکھ کے بھیج دیتے ہیں۔ میرے سامنے تو کوئی نہیں آتا اس طرح لیکن لوگ شکایتیں کرتے ہیں۔ ان سب لغویات سے احمدی لڑکی اور عورت کو بچنا چاہئے۔ جین پہننا منع نہیں ہے، بیشک پہن لیں لیکن اس کے ساتھ کم از کم گھٹنوں تک قمیص ہونی چاہئے۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ جو محرم رشتے ہیں ان سے پردے کا حکم نہیں ہے۔ باپ ہے، سسر ہے، بھائی ہے، بھانجے ہیں، بھتیجے ہیں، خاوند لیکن حیا دار لباس کا ضرور حکم ہے اور حیا جو ہے وہ عورت کا ایک بہت بڑا سرمایہ ہے، کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ ہمارے فنکشنز پر بھی یہاں کی مغربی عورتیں بھی، غیر مسلم عورتیں بھی آتی ہیں اور ان کو ہمارے فنکشن کا تقدس پتا ہے اور بعض اپنا پورا لباس پہن کر آتی ہیں۔ بہت خیال رکھنے والی ہیں بلکہ سکارف بھی اوڑھ کر آتی ہیں جب کہ باہر جا کے نہیں اوڑھتیں۔ تو یہ دوعملی نہیں ہے۔ اس لئے آتی ہیں کہ ان کو ہمارے ماحول کے تقدس کا خیال ہے۔ اس لئے آتی ہیں کہ وہ اس ماحول میں سموئی جائیں۔ پس جب غیر مسلم ہو کر بھی غیر اس قدر لحاظ رکھتے ہیں، جن کے لئے کوئی حکم نہیں ہے تو پھر ہمیں، ہماری عورتوں اور بچیوں کو کس قدر اس بات کا خیال رکھنا ہوگا۔

بعض احمدی لڑکیوں کو پتا نہیں کیوں احساس کمتری ہے کہ اگر انہوں نے پردہ کیا تو لوگ انہیں جاہل سمجھیں گے۔ پس ایسی لڑکیاں یہ دیکھ لیں کہ کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا ہے یا لوگوں کو خوش کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بات کو ماننا ہے یا اس کی باتوں پر اندھے اور بہروں کی طرح گزر جانا ہے، جیسے سنا ہی نہیں یا دیکھا ہی نہیں۔ غیر احمدی عورت تو کہہ سکتی ہے کہ ہمیں تو ان احکامات کا پتا نہیں۔ ہمیں قرآن کریم کا علم نہیں۔ ہم نے تو تفصیل سے احکامات نہیں پڑھے۔ لیکن احمدی لڑکی اور عورت نہیں کہہ سکتی کہ ہم نے سنا نہیں اور دیکھا نہیں۔ مستقل انہیں پوری تفصیل کے ساتھ اس بارے میں سمجھایا جاتا ہے اور تمام خلفاء نے سمجھایا۔ میں عرصے سے سمجھا رہا ہوں۔ پس اس طرف لجنہ کی تنظیم کو بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے اور خود ہر لڑکی اور عورت کو بھی اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کیونکہ آہستہ آہستہ پھر یہ فیشن اور لاپرواہیاں بالکل ہی ننگا کر دیں گی۔ اگر ابھی ایک دو چار بھی ہیں تو ان کو اپنا جائزہ لینا چاہئے اور جو نہیں ہیں ان کو کسی قسم کے احساس کمتری میں، کمپلیکس میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہمارا دین ایک بہترین دین ہے اور دنیا میں پھیلنے کے لئے آیا ہے۔ پس اس کو پھیلانے کے لئے ہم میں سے ہر عورت اور مرد کو اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اور جب صرف ننگا نہیں ہو جائیں گی بلکہ اس ذمہ داری سے بھی لاپرواہ ہوجائیں گی جو اولاد کی دینی تربیت کے لئے ہے اور بچے جب دیکھیں گے کہ میری ماں کی بعض حرکتیں تو اس سے مختلف ہیں جو قرآن کریم نے حکم دیا ہے تو پھر ظاہر ہے ان پر منفی اثر پڑے گا۔

پس جہاں اعتقادی لحاظ سے ہر عورت اور لڑکی نے اپنے آپ کو مضبوط کرنا ہے، ایمان میں بڑھنا ہے وہاں عملی لحاظ سے بھی مضبوط کریں۔ اس معاشرے میں ہمیں اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو حجاب اور پردے اور حیا کا تصور پیدا کروانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حیا دار حجاب کی جھجھک اگر کسی بچی میں ہے تو ماؤں کو اسے دور کرنا چاہئے بلکہ اسے خود اپنے آپ بھی دور کرنا چاہئے اگر اس کی عمر ایسی ہے۔ مائیں اگر گیارہ بارہ سال کی عمر تک بچیوں کو حیا کا احساس نہیں دلائیں گی تو پھر بڑے ہو کر ان کو کوئی احساس نہیں ہوگا۔

پس اس معاشرے میں جہاں ہر ننگ اور ہر بیہودہ بات کو سکول میں پڑھایا جاتا ہے پہلے سے بڑھ کر احمدی ماؤں کو اسلام کی تعلیم کی روشنی میں، قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں اپنے بچوں کو بتانا ہوگا۔ حیا کی اہمیت کا احساس شروع سے ہی اپنے بچوں میں پیدا کرنا ہوگا۔ پانچ چھ سات سال کی عمر سے ہی پیدا کرنا شروع کرنا چاہئے۔ پس یہاں تو ان ملکوں میں چوتھی اور پانچویں کلاس میں ہی ایسی باتیں بتائی جاتی ہیں کہ بچے پریشان ہوتے ہیں جیسا کہ مَیں پہلے بھی ذکر کرچکا ہوں۔ اسی عمر میں حیا کا مادہ بچیوں کے دماغوں میں ڈالنے کی ضرورت ہے۔

بعض عورتوں کے اور لڑکیوں کے دل میں شاید خیال آئے کہ اسلام کے اور بھی تو حکم ہیں۔ کیا اسی سے اسلام پر عمل ہوگا اور اسی سے اسلام کی فتح ہونی ہے۔ یاد رکھیں کہ کوئی حکم بھی چھوٹا نہیں ہوتا۔ کل جمعہ میں بھی مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے توجہ دلائی تھی کہ کس طرح ہمیں ہونا چاہئے۔ لیکن اگر کوئی کمزوری زیادہ بڑھنی شروع ہو جائے، معاشرے کا اثر اس پر زیادہ ہونا شروع ہوجائے تو پھر اس کی طرف توجہ کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے میں توجہ دلا رہا ہوں۔ دوسروں کا مطمح نظر کچھ اَور ہوگا تو ہوگا۔ ایک احمدی کا مطمح نظر یہی ہے کہ نیکیوں میں آگے بڑھو۔ یہی قرآن کریم نے ہمیں سکھایا ہے فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ۔ ہم نے دنیا کو اپنے پیچھے چلانا ہے۔ پس دنیا کے فیشن کو نہ دیکھیں۔ یہ دیکھیں کہ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کے اندر ہے یا نہیں۔ فیشن کرنا منع نہیں ہے۔ اگر ان حدود کے اندر ہے تو بیشک کریں اور جس ماحول میں کرنے کا حکم ہے اس میں کریں اور ایسی مثالیں قائم کریں کہ دنیا آپ کے پیچھے چلنے والی ہو۔ پس جہاں ہر احمدی عورت کو اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنے کی ضرورت ہے تاکہ دعاؤں سے مدد مانگتے ہوئے اپنی اولاد کی اعلیٰ رنگ میں تربیت کرسکیں وہاں اپنے ہر عمل کو بھی خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے جتنے بھی احکامات ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ دعا کرلیں۔ (دعا)

☆☆☆

وہ جس پہ رات ستارے لئے اترتی ہے

آصف محمود باسط۔لندن

قسط نمبر 10

غالباً 2008ء کا جلسہ سالانہ تھا۔جلسہ سے کچھ روز پہلے ارشاد موصول ہوا کہ خاکسار ایک پروگرام کرے جس کا سلسلہ تینوں دنوں پر محیط ہو۔اس کے لئے ربوہ سے آئے ہوئے کچھ بزرگان کے نام بھی حضور نے پیغام میں ارشاد فرمائے تھے کہ پروگرام ان سب کے ساتھ ہو۔نیز یہ بھی حکم تھا کہ حاضر ہوکر مزید ہدایات لوں۔حاضر ہوا تو فرمایا کہ ان بزرگوں کے پاس جو معلومات ہیں وہ دنیا تک بھی پہنچیں، اس لئے ان بزرگان کے ساتھ پروگرام کر لینا۔ مَیں نے تجویز کے طور پر عرض کی کہ یہ دو صاحب ایک پروگرام میں، اور یہ دو دوسرے میں اور یہ دو تیسرے پروگرام میں رکھ لئے جائیں۔فرمایا کہ پہلے پروگرام میں جن دو بزرگوں کو ایک ساتھ رکھ لیا ہے، ان میں سے ایک ہی بولے گا دوسرے صاحب تو بیٹھ کر سنتے رہیں گے اور تم سے ناراض ہوں گے کہ مجھے ویسے ہی بٹھا لیا۔لیکن ٹھیک ہے، اسی طرح کرلو۔

اب جب یہ پروگرام کیا گیا تو تقریباً وہی صورتحال بنتے بنتے بچی۔مگر بچی بھی کیا، ایک صاحب کی بات اس قدر لمبی ہوگئی کہ دوسرے بزرگ چُپ چاپ ان کی بات سنتے رہے۔ پھر مَیں نے کسی مناسب وقفہ کا انتظار کیا کہ جب بھی توقّف ہو، مَیں دوسرے بزرگ سے سوال پوچھ لوں۔ میں بہ دقّت ایسا کرنے میں کامیاب تو ہوگیا مگر پروگرام کے بعد دونوں بزرگ تشنگی کی شکایت لے کر سٹوڈیو سے نکلے۔پھر اگلے روز کے پروگرام میں کچھ ترمیم کی اور جو صاحب کم بول پائے تھے، انہیں مزید وقت دیا گیا۔جلسہ کے بعد ساری صورتحال عرض کی تو فرمایا کہ میں نے تو بتا دیا تھا کہ ایسا ہی ہوگا، لیکن پھر مَیں نے سوچا تمہیں تجربہ بھی ہو جائے۔اب بظاہر یہ معمولی بات نظر آتی ہے، مگر اس میں بھی مجھ ناتجربہ کار کو ایک ایسا سبق دیا جس کا خیال میں نے اس دن کے بعد سے ہمیشہ رکھا۔کیونکہ سبق یہ تھا کہ پروگرام کے میزبان کو اپنے مہمانوں کی طبائع کا بھی کچھ علم ہونا ضروری ہے۔ ورنہ پروگرام اس کے قابو سے نکل جاتا ہے اور مقصد حاصل نہیں ہوتا۔اس کے بعد سے خود میں نے بھی یہ اہتمام کیا اور کرتا ہوں اور اپنے رفقاء کار میں سے جس کے سپرد بھی کسی پروگرام کی میزبانی کی ذمہ داری ہوئی، ان کے لئے بھی اہتمام کیا ہے کہ وہ اپنے شرکاءِ گفتگو سے پہلے مل کر شناسائی حاصل کر لیں اور اس موضوع پر پہلے گفتگو بھی کر لیں تا کہ اندازہ ہو کہ کون کتنی گفتگو کرے گا۔

’راہِ ہُدیٰ‘ جب ’’پرسیکیوشن نیوز‘‘ اور پھر ’’پرسیکیوشن‘‘ کی منازل سے گزرتا ’’راہِ ہُدیٰ‘‘ تک پہنچا تو اس پروگرام کا set وہی رہا۔ چہرے بھی کم وبیش وہی تھے جو پروگرام کے نام اور نوعیت کی تبدیلی سے پہلے آیا کرتے تھے۔اس کے باعث تاثر پرانے پروگرام کا ہی رہا جو کہ لائیو نہیں ہوا کرتے تھے۔ایک روز حضور انور نے فرمایا کہ ’’تمہارا سیٹ تو وہی پرانا ہے، وہ نہیں بدلنا؟‘‘۔ ظاہر ہے کہ یہ سوال ہاں یا نہ کا متقاضی تو تھا نہیں۔ منشاء مبارک معلوم ہوگیا تھا سو جو میز کرسیاں میسر تھیں انہی کو ملا جلا کر نئے سیٹ کی شکل دے دی۔اس کے کچھ روز بعد حضور انور بیت الفتوح میں کسی جلسہ سالانہ سے بذریعہ ایم ٹی اے خطاب فرما کر ازراہِ شفقت ایم ٹی اے میں تشریف لائے۔سٹوڈیو میں تشریف لے جا کر دریافت فرمایا کہ ’راہِ ہدیٰ‘ کہاں ہوتا ہے؟ وہاں پروگرام کے نئے سیٹ کی ادنیٰ سی کوشش رکھی تھی۔ حضور انور نے معیّن طور پر ہدایات ارشاد فرمائیں کہ اس پروگرام کا سیٹ یوں ہو۔ پھر کاغذ اور قلم منگوا کر نقشہ بنا کر دکھایا کہ کچھ یوں ہو۔ ارشاد کی تعمیل میں پروگرام کا سیٹ حضور انور کے منشاء کے مطابق بنانے کی کوشش کی گئی اور آج تک لندن سٹوڈیوز کا سیٹ وہی ہے جو حضور کے ارشاد پر بنایا گیا تھا۔اس باریکی سے حضور کی توجہ دیکھ کر دل میں ایم ٹی اے کے پروگراموں کی اہمیت بھی کئی گنا بڑھ گئی، اور دل سے حضور کے لئے دعا بھی نکلی۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس توجہ اور محبت کا حق ادا کرنے والا بنائے۔آمین۔

....

دسمبر 2009 میں راہِ ہُدیٰ کو لائیو نشر ہوتے کوئی چھ ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا۔حضور کی شفقت اور نگرانی میں پروگرام مستحکم ہو چکا تھا اور اس سے متعلق ابتدائی مسائل جنہیں انگریزی میں teething problems کہتے ہیں، حل ہو چکے تھے۔ پروگرام سے متعلق معاملات ایک معمول پر آچکے تھے۔ایک روز ’راہِ ہُدیٰ‘ میں جماعت احمدیہ کی تاریخ سے متعلق سوال آیا تو پروگرام کا رُخ جماعت کی تاریخ کی طرف مُڑ گیا۔ایک روز ملاقات میں حضور انور نے پروگرام کا احوال سنتے ہوئے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کی تاریخ پر ایک الگ پروگرام شروع ہونا چاہیے۔ نوجوان نسل کو جماعت کی تاریخ سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ نئے پروگراموں کی تیاری کے تعلق میں بھی حضور کی رہنمائی حاصل رہی۔جس طرح ایک ماہر طبیب کو معلوم ہوتا ہے کہ میری دی ہوئی دوا سے جسم میں کیسے عمل اور ردِّ عمل ہو سکتے ہیں، حضور کو بھی بڑا معین طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جس کو حضور کی طرف سے حوصلہ افزائی مل رہی ہے، اس کی امنگیں آسمان پر جا پہنچتی ہیں۔ وہ طرح طرح کے خواب سجاتا ہے اور دل کرتا ہے کہ سب کچھ ابھی اور اسی وقت ہو جائے۔ ایسے میں اس سے غلطیاں بھی سرزد ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ سو حضور نے آغاز ہی سے یہ بھی سکھا دیا کہ کام جوش سے نہیں بلکہ ہوش سے کرنا ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ حضور کو کسی کام میں غیر ضروری عجلت ہرگز پسند نہیں۔ اس لئے جب بھی جوش اور جذبہ سے کوئی تجویز پیش کی گئی، حضور کی طرف سے ہمیشہ اس پر غور وخوض کی تلقین ہوئی۔اور کون کون سے شعبے اس کام میں شامل ہوں گے، ان سے بھی پوچھو۔ جہاں ٹیکنیکل معاملات ہیں وہاں ٹیکنیکل شعبوں سے رابطہ کرو۔ کس دن یہ پروگرام کرنا مناسب ہے، شرکاء سے پہلے پوچھ لو، وغیرہ۔ یہ اور ایسے اَن گنت ارشادات ہیں جنہوں نے ایک تڑپتے، پھڑکتے، اچھلتے، کودتے نوجوان کو آرام، سکون، غور، تدبر، تفکر، صبر اور تحمل کا درس دیا۔ اس سے فائدہ میں کس قدر اٹھا سکا، یہ معاملہ خدائے ستّار کے سپرد کرتے ہوئے اتنا عرض کر دیتا ہوں کہ یہ ادنیٰ غلام اپنے آقا کا اس احسان پر بے حد ممنون ہے۔ ورنہ ہمیں یہ سبق کہاں سے ملتا کہ ہر بار عشق کا بے خطر کود جانا ہی برمحل نہیں ہوتا، بلکہ عقل کی طرح کچھ دیر لبِ بام رک کر صورتحال کو سمجھ لینا بھی مفید ہوتا ہے۔ یہی متوسط راہیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے پسند فرمائیں اور یہی راہیں آج ہم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں دیکھ رہے ہیں۔

....

اب واپس آتے ہیں اس نئے پروگرام کی طرف جو جماعت احمدیہ کی تاریخ پر شروع کرنے کا ارشاد تھا۔ خاکسار نے ٹیکنیکل ڈیپارٹمنٹ سے مشورہ کیا۔شرکاء کے نام تجویز کرنے سے پہلے شرکاء سے متعلق معلومات حاصل کیں۔میزبان کی تلاش کی اور پھر حضور انور کی خدمت میں جب اگلی دفعہ حاضر ہوا، پروگرام کا خاکہ پیش کیا۔حضور انور نے ازراہِ شفقت رہنمائی فرماتے ہوئے اسے منظور فرمایا اور یہ پروگرام بھی شروع ہو گیا۔اس پروگرام کا نام ’’تاریخی حقائق‘‘ حضور انور ہی کی عطا تھا۔ آغاز میں یہ پروگرام عزیزم شاہد محمود صاحب (واقفِ نو)، برادرم اعجاز احمد طاہر صاحب اور برادرم مشہود اقبال صاحب وقتاً فوقتاً پیش کرتے رہے۔ بعد کے کچھ پروگرام محترم عزیز بلال صاحب نے بھی پیش کئے۔منشاء حضور انور کا یہ تھا کہ زیادہ لوگ پیش کریں تا کہ ہمارے پاس ہر وقت اردو پروگراموں کے میزبان تیار ہوں اور جب ضرورت پڑے، ان سے پروگرام پیش کروا لیا جائے۔ ابتدائی پروگراموں میں محترم منور احمد خورشید صاحب اور محترم نصیر احمد حبیب صاحب مہمان کے طور پر شامل ہوئے۔

یہ پروگرام جاری تھا اور ہر ہفتہ اس کی ریکارڈنگ نشر ہوتی تھی۔ جب گفتگو حضرت مصلح موعودؓ کے دَور تک پہنچی تو میرے دل میں تو آیا کہ اپنے والد محترم عبدالباسط شاہد صاحب کا نام پیش کروں کہ انہیں ’سوانح فضل عمرؓ‘ کی آخری تین جلدیں مرتب کرنے کے توفیق ملی تھی، مگر اپنے والد کا نام پیش کرنے میں انقباض تھا کہ کہیں نامناسب نہ لگے۔لیکن ایک روز ملاقات میں حضور انور نے فرمایا کہ ’’اپنے ابّا کو کیوں نہیں بلاتے۔انہوں نے تو ’سوانح فضل عمرؓ‘ پر بھی کام کیا ہوا ہے اور حضرت مصلح موعودؓ سے متعلق اپنی ذاتی یادداشتیں بھی ہوں گی‘‘۔ میرے والد کو ریٹائر ہوئے اس وقت دس برس کا عرصہ بیت چکا تھا۔مگر حضور انور کو نہ صرف وہ خود یاد تھے بلکہ ان کا کیا ہوا کام بھی اچھی طرح یاد تھا۔ اور بات صرف میرے والد ہی کی نہیں۔ پروگرام ’’تاریخی حقائق‘‘ کے لئے حضور انور نے وقتاً فوقتاً محترم بشیر احمد خان رفیق صاحب (مرحوم) کے بارہ میں بھی فرمایا کہ انہیں بلاؤ۔ پھر ایک مرتبہ محترم کمال یوسف صاحب کے بارہ میں اجازت مرحمت فرمائی کہ انہیں ناروے سے بلا لیا جائے۔ وہ جب آئے تو ہم نے ان کے ساتھ ایک سے زیادہ پروگرام ریکارڈ کئے۔ مجھے یہ دیکھ کر معلوم ہوا کہ حضور کو صرف اپنے ’’حاضر سروس‘‘ ہی نہیں، بلکہ وہ علماء بھی یاد ہیں جو قواعد کی رُو سے تو ریٹائر ہو چکے ہیں، مگر موجود ہیں۔ حضور نے ان کی خدمات کا پاس بھی رکھ لیا اور ہمارے پروگرام کے لئے بہت اچھے علماء بھی میسر آ گئے۔

....

اس پروگرام کو جاری ہوئے کچھ وقت گزر گیا اور پروگرام معمول کے مطابق ریکارڈ ہونے اور چلنے لگا، تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور پروگرام کی بنیاد نصب فرمائی۔ یہ غالباً 2010ء کی بات ہے۔ مغربی ممالک میں بہت سے چینل شروع ہو چکے تھے جو اسلامی چینل کہلاتے تھے۔ان میں سے بعض لائیو کال کی سہولت بھی دیتے تھے۔ اس وقت اگرچہ راہِ ہُدیٰ ایم ٹی اے پر شروع ہو چکا تھا اور لائیو کالز کی سہولت بھی میسر تھی مگر چونکہ پروگرام کا مقصد اختلافی مسائل پر بحث کرنا تھا، سو فقہی نوعیت کے سوالات پوچھنے والوں سے معذرت کرنا پڑتی۔ خدشہ یہ ہوتا کہ جونہی موضوع سے ہٹا ہوا سوال لیں گے، بات اصل موضوع سے ہٹ کر کہیں کی کہیں نکل کھڑی ہوگی اور پھر دوبارہ پروگرام کی شیرازہ بندی کرتے کرتے وقت بہت لگ جائے گا۔

اب ہو یہ رہا تھا کہ غیر از جماعت چینلز پر بیشتر سوالات فقہی نوعیت کے پوچھے جا رہے تھے۔ حضور انور کے علم میں جب یہ بات آئی کہ بعض احمدی حضرات غیر از جماعت نام نہاد مسلم چینلز سے فقہی نوعیت کے مسائل سن رہے ہیں اور احتمال ہے کہ وہ وہاں بتائی جانے والی طرح طرح کی باتوں کو اپنا لیں گے تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فوری طور پر اجازت مرحمت فرمائی کہ فقہی مسائل پر ایک پروگرام کا آغاز کیا جائے۔ اس پروگرام کا نام بھی ’’فقہی مسائل‘‘ ہی طے پایا۔ برادرم محترم وسیم احمد فضل صاحب اس پروگرام کے میزبان قرار پائے اور ساتھ لندن سٹوڈیو سے برادرم محترم ظہیر احمد خان صاحب اور پاکستان سٹوڈیو سے مکرم ومحترم مبشر احمد کاہلوں صاحب (مفتی سلسلہ) شریک گفتگو ہوتے۔ ناظرین بذریعہ ای میل اپنے سوالات ارسال کرنے لگے اور ان کے جوابات دیئے جانے لگے۔یوں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ سے دنیا بھر کے احمدی ناظرین کو فقہ احمدیہ کی روشنی میں مسائل کو سمجھنے کا موقع میسر آیا۔ قارئین جانتے ہی ہوں گے کہ فقہ ایک پیچیدہ نوعیت کا علم ہے۔ اس میں بحث کی گنجائش تو رہتی ہی ہے، مگر کج بحثی کا دامن بھی اس علم کے لئے خاصا وسیع ہے۔

اب یہاں ان چینلز کا احوال بھی سنتے چلیں جو خود کو اسلامی چینلز کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ وہاں فقہی نوعیت کے مسائل پر گفتگو ہوتی اور دن رات ہوتی کہ یہ عامّۃ الناس کا من پسند موضوع ہے۔ اگر نماز کی پہلی رکعت جماعت کے ساتھ نہ ملے تو کیا کرنا ہے، روزہ میں تیزابی ڈکار آ جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا قائم رہتا ہے، اگر پاؤں کی چھنگلی پہ چوٹ لگی ہو تو وضو کرتے ہوئے پاؤں دھونا ہوگا یا نہیں، اور دونوں دھونے ہوں گے یا صرف مجروح انگلی والا پاؤں نہ دھویا جائے وغیرہ وغیرہ۔ اب ان چینلز پر بیٹھے علماء میں سے کوئی ایک جواب دیتا تو دوسرا وہیں اختلاف کرتا، کبھی تیسرا کہتا کہ دونوں موقف ہی درست نہیں، اصل بات یہ ہے جو مَیں پیش کرنے لگا ہوں۔ کبھی ایک چینل دوسرے چینل پر الزام لگاتا کہ انہوں نے فلاں مسئلہ کا جواب درست نہ دیا اور اصل بات یہ ہے جو آج ہمارے علماء یہاں پیش کریں گے اور وہاں بھی علماء باہم الجھ جاتے۔

تو یہاں ایم ٹی اے پر جب پروگرام فقہی مسائل شروع ہوا تو خلافت کی اہمیت اور برکات کا ایک اور پہلو بھی روشن ہو کر سامنے آیا۔ اگر کہیں محسوس ہوتا کہ ہمارا موقف اتنا واضح اور تسلی بخش نہیں جتنا ہونا چاہیے تو اس مسئلہ کو لے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ یا تو حضور اسی وقت رہنمائی فرما دیتے یا پھر فرماتے کہ اس پر دارالافتاء کو کہو کہ مجھے رپورٹ بھجیں۔ دارالافتاء کی طرف سے رپورٹ پیش ہوتی۔کبھی حضور اس کی بنا پر فیصلہ فرماتے کبھی ملاحظہ فرما کر فرماتے کہ یوں نہیں بلکہ بات کو یوں بیان کیا جائے۔بعض مسائل پروگرام میں بیان ہوئے اور ناظرین میں سے کسی نے حضور انور کی خدمت میں خط لکھ دیا کہ بات واضح نہیں ہوسکی۔حضور انور نے اس پر ازخود نوٹِس لے کر مسئلہ کا حل بیان فرمایا اور ہمیں عطا کیا کہ اسے اس طرح پروگرام میں بیان کر دیا جائے۔

اس پروگرام کے مسائل حضور کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے بڑے ایمان افروز تجربات بھی ہوئے جن

سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور انور کو فقہ کے علم کا بھی ایک خاص درک عطا فرما رکھا ہے۔ خلافت کے منصب پر فائز ہونے سے قبل حضور انور کو قضا کے معاملات کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ پھر ایک طویل عرصہ فقہ احمدیہ کا ارتقاء خلافت سے بھی پہلے حضور کے سامنے ہوتا رہا ہے۔ قرآن، حدیث، فرمودات حضرت مسیح موعودؑ اور ارشادات خلفاء حضرت مسیح موعودؑ آپ کے سامنے یا تو مستحضر ہوتے ہیں یا پھر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کہاں اس کا سراغ مل سکتا ہے۔ مگر جو ادارہ یا شعبہ جس مقصد کے لئے قائم ہے، اسے حضور خدمت کا موقع ضرور عطا فرماتے ہیں اور ان کی طرف سے تجاویز منگوانے کا اہتمام بھی دیکھا اور اس اہتمام کے ذریعہ ان ادارہ جات اور شعبہ جات کی تربیت، پرورش اور نشوونما کا کام ہوتا بھی دیکھا۔

اب اس پروگرام کو شروع ہوئے کچھ ماہ کا عرصہ گزرا تھا کہ ماہِ رمضان آ گیا۔ اب یہاں یہ دلچسپ بات بھی بیان کرتا چلوں کہ اس وقت تک میرا خیال یہی رہا کہ پروگرام فقہی مسائل کا آغاز اس دن ہوا جس دن اس نام سے پہلا پروگرام نشر ہوا۔ مگر جونہی ماہِ رمضان آیا تو مجھے یاد آیا کہ اس پروگرام کا سنگِ بنیاد تو حضور پہلے نصب فرما چکے تھے۔ ہوا یوں تھا کہ گزشتہ رمضان میں حضور انور کی اجازت سے ناظرین کے سوالات کے جوابات دینے کے لئے ایک لائیو پروگرام ''الصیام'' کے نام سے نشر کیا گیا تھا۔ یہ پروگرام صرف رمضان کے مہینہ کے لئے ہفتہ وار تھا اور اس میں ناظرین کو رمضان سے متعلق مسائل دریافت کرنے کا موقع ملا تھا۔ یہ پروگرام برادرم محترم ظہیر احمد خان صاحب نے پیش کیا تھا اور ساتھ ان دنوں محترم مبشر کاہلوں صاحب تشریف لائے ہوئے تھے، وہ بطور مہمان شامل ہوئے۔

تو اب کے جب رمضان آیا تو حضور انور کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ ''فقہی مسائل'' کو لائیو نشر کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ حضور کی اجازت سے تب سے یہ پروگرام ہر رمضان میں لائیو نشر ہونے لگا اور لوگ ماہِ رمضان سے متعلق اپنے مسائل پوچھ کر جوابات حاصل کرنے لگے۔

(اس سے قبل بھی گاہے گاہے فقہی نوعیت کے سوالات پر مبنی پروگرام رمضان المبارک میں نشر ہوتے رہے جن میں محترم نصیر احمد قمر صاحب، عبدالماجد طاہر صاحب اور منیر الدین شمس صاحب شریکِ گفتگو ہوا کرتے تھے)۔

ہر پروگرام کی ایک طبعی عمر ہوتی ہے۔ اس پروگرام میں بھی کچھ سال بعد محسوس ہونے لگا کہ اب سوالات میں یکسانیت سی آ رہی ہے۔ معاملہ حضور انور کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضور کی رہنمائی سے اس پروگرام کا scope بڑھایا اور اس کا نام ''دینی و فقہی مسائل'' کر دیا گیا، اس گنجائش کے ساتھ کہ لوگ عام دینی نوعیت کے سوالات بھی پوچھ سکیں۔ یوں پروگرام کی نئی شکل بنی جو آج کل آپ ایم ٹی اے پر ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اس نئی شکل میں برادرم محترم داؤد احمد عابد صاحب، برادرم منصور احمد ضیاء صاحب اور ربوہ سے محترم انتصار احمد نذر صاحب بھی شامل ہونے لگے۔

تو 2010ء میں یہ پروگرام شروع ہو کر مستحکم ہو چکا تھا۔ معمول کے مطابق اس کی ریکارڈنگ ہوتی اور بدھ کے روز نشر ہو جاتا۔

_______(باقی آئندہ)

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ از صفحہ 18

☆ حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں آپؑ کے قدیمی خادم حضرت حافظ حامد علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ مَیں نے تو ایسا انسان کبھی دیکھا ہی نہیں بلکہ زندگی بھر کوئی انسان اخلاق کی اس شان کا نظر نہیں آتا تھا۔ مجھے ساری عمر میں کبھی حضرت مسیح موعودؑ نے نہ جھڑکا اور نہ سختی سے خطاب کیا بلکہ میں بڑا ہی سست تھا اور اکثر آپ کے ارشادات کی تعمیل میں دیر بھی کر دیا کرتا تھا۔ بایں سفر میں مجھے ہمیشہ ساتھ رکھتے۔ حالانکہ بیوی صاحب شکایت بھی کرتیں کہ یہ سست ہے۔ مگر آپؑ فرماتے ہم تو حامد علی کو ہی لے جائیں گے، آپ چاہیں تو کسی اَور نوکر کو ساتھ لے لیں۔

☆ حضرت مولوی رحیم بخشؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک اپاہج حضور کے پاس آیا وہ ٹانگوں سے چل نہیں سکتا تھا۔ اُس نے عرض کی کہ میری ٹانگیں نہیں ہیں مجھے سواری کی گھوڑی دے دو مَیں تب جاؤں گا۔ اس وقت مالی کمزوری تھی۔ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہیں سے روپیہ بھیج دے گا تو گھوڑی لے دوں گا۔ تم ٹھہرے رہو۔ چنانچہ وہ ایک مدّت تک ٹھہرا رہا۔ پھر اسے گھوڑی لے دی اور وہ چلا گیا۔ اس کا نام کوڈا تھا۔

☆ حضرت مولوی صاحب کی ہی روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک لنگڑا فقیر (کمّے شاہ) آیا۔ وہ نمازی تھا۔ اس کے واسطے حضورؑ خود کھانا لائے، پانی لائے۔ اچھی طرح کھانا کھلا کر فرمایا: آپ نے وضو کرنا ہے؟ میں آپ کے لئے پانی گرم کر کے لا دوں؟ اور تہجد کے واسطے بھی گرم پانی لا دوں گا۔

☆ حضرت یعقوب علی عرفانیؓ فرماتے ہیں: سائلین کے متعلق حضرت اقدس کا طرزِ عمل ہمیشہ یہ تھا کہ آپ کسی سائل کو ردّ نہ فرماتے تھے اور بسا اوقات سائل جس چیز کا سوال کرتا وہی اس کو دیدیتے۔ سٹھیالی ضلع گورداسپور کا ایک زمیندار فقیر آیا کرتا تھا اور وہ ایک روپیہ کا سوال کیا کرتا تھا اس کو ہمیشہ ایک روپیہ عطا فرمایا کرتے تھے۔

☆ جب حضرت مسیح موعودؑ کی عمر پچیس تیس برس کے قریب تھی تو آپؑ کے والد بزرگوار کا اپنے موروثیوں سے درخت کاٹنے پر ایک تنازعہ ہو گیا۔ آپ کے والد بزرگوار کا نظریہ یہ تھا کہ زمین کے مالک ہونے کی حیثیت سے درخت بھی ہماری ملکیت ہیں۔ اس لئے انہوں نے موروثیوں پر دعویٰ دائر کر دیا اور حضور کو مقدمہ کی پیروی کے لئے گورداسپور بھیجا۔ آپ کے ہمراہ دو گواہ بھی تھے۔ راستہ میں آپؑ نے ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا ''والد صاحب یونہی فکر کرتے ہیں۔ درخت کھیتی کی طرح ہوتے ہیں یہ غریب لوگ ہیں اگر کاٹ لیا کریں تو کیا حرج ہے۔ بہرحال میں تو عدالت میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ مطلقاً یہ ہمارے ہی ہیں، ہاں ہمارا حصہ ہو سکتے ہیں''۔ موروثیوں کو بھی آپؑ پر بے حد اعتماد تھا۔ چنانچہ عدالت میں اُنہوں نے بلاتأمل کہا کہ مرزا صاحب ہی سے دریافت کر لیں۔ پھر مجسٹریٹ کے پوچھنے پر آپؑ نے فرمایا کہ 'میرے نزدیک تو درخت کھیتی کی طرح ہیں جس طرح کھیتی میں ہمارا حصہ ہے ویسے ہی درختوں میں بھی ہے'۔ اس پر مجسٹریٹ نے موروثیوں کے حق میں فیصلہ دیدیا۔ واپسی پر جب آپ کے والد صاحب کو اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ ناراض ہوئے۔

☆ حضرت منشی ظفر احمدؓ کپورتھلوی نے بتایا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کپورتھلہ آئے تو یہاں ایک مجذوب فقیر پھرا کرتے تھے۔ ''اللہ الصمد اللہ الصمد'' ان کی صدا تھی۔ وہ کچھ بتاشے لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور کو سلام کرتے ہوئے آپؑ کے آگے جھک گئے تو حضرت نے ان کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور وہ خوش ہو کر چلے گئے اور جو لوگ حضرت کی مخالفت کرتے تھے ان کو کہنے لگے کہ یہ شخص تو فوج پلٹن رسالے اور سامان حرب لے کر آیا ہے تم ایسے بیوقوف ہو کہ چارپائیوں کی لکڑیاں لے کر بے ترتیبی کے ساتھ اس کے مقابلہ میں شور و غل مچاتے ہو۔

☆ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ بیان فرماتے ہیں: ایک دن مغرب کے بعد حضور تشریف فرما تھے اور لوگ پروانہ وار آگے بڑھ رہے تھے۔ ان میں دیہاتی زمیندار لوگ بھی تھے جو اپنے لباس کی عمدگی اور صفائی کا زیادہ خیال نہیں رکھ سکتے۔ ایک شخص نے پکار کر کہا کہ لوگو! پیچھے ہٹ جاؤ، حضرت صاحب کو تکلیف ہوتی ہے۔ حضور کو اس کا یہ کہنا تو ناگوار ہوا۔ مگر آپ جانتے تھے کہ اس نے اپنے اخلاص کے لحاظ سے ایسا کہا اور حضور کی شان اور مقام کے لحاظ سے ان لوگوں کو دیکھتے تھے جو آگے بڑھ رہے تھے۔ آپؑ نے فرمایا: کس کو کہا جاوے کہ پیچھے ہٹو۔ جو آتا ہے اخلاص اور محبت کو لے کر آتا ہے۔ سینکڑوں کوس کا سفر کر کے یہ لوگ آتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ کوئی دم صحبت حاصل ہو اور انہیں کی خاطر خدا تعالیٰ نے سفارش کی ہے۔ وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہ... یہ صرف غریبوں کے حق میں ہے۔ جن کے کپڑے میلے ہوتے ہیں اور جن کو چنداں علم بھی نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ کا فضل بھی ان کی دستگیری کرتا ہے کیونکہ امیر لوگ تو مجلسوں میں آپ ہی پوچھے جاتے ہیں اور ہر ایک ان سے بااخلاق پیش آتا ہے''۔

☆ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ روایت کرتے ہیں: بنی نوع انسان کی ہمدردی کا اس قدر جوش آپؑ میں تھا کہ اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ آپؑ نے ایک مرتبہ اپنی یادداشت میں لکھا تھا کہ خَلْقُ اللّٰہِ عِیَالِی۔ اللہ کی مخلوق میرا کنبہ ہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میں نماز میں مصروف ہوں۔ میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جاوے۔ تو میں یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر اس کو فائدہ پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہو اس سے ہمدردی کروں۔ اپنے تو درکنار میں تو یہ کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں سے بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور ان سے ہمدردی کرو۔ لاابالی مزاج ہرگز نہیں ہونی چاہئے۔

حضورؑ نے خود بیان فرمایا کہ ایک روز مَیں سیر کو نکلا۔ عبدالکریم پٹواری ساتھ تھا۔ وہ ذرا آگے تھا اور مَیں پیچھے تھا۔ راستہ میں ایک بڑھیا ملی۔ اس نے اس کو کہا کہ میرا خط پڑھ دو۔ اس نے جھڑکیاں دے کر ہٹا دیا۔ میرے دل پر چوٹ لگی۔ اس نے وہ خط مجھے دیا۔ میں ٹھہر گیا، اسے پڑھ کر اچھی طرح سمجھایا۔ اس پر وہ بہت شرمندہ ہوا۔

☆ مکرم میاں خیرالدین صاحب نے بیان کیا کہ جب حضورؑ کے اشد مخالف مرزا نظام الدین صاحب کا بڑا لڑکا (دل محمد) فوت ہوا تو ہم تعزیت کے لئے ان کے پاس گئے۔ ان کی حالت سخت صدمہ رسیدہ تھی۔ اس اثنا میں حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر کرنے لگے کہ دل محمد کی بیماری کے دوران مجھ سے بیحد ہمدردی سے پیش آتے رہے۔ ڈاکٹر اور طبی امداد بروقت بھیجتے رہے۔ اس ہمدردانہ سلوک سے متأثر ہو کر یہ بھی کہا کہ یہ دونوں جہاں کا بادشاہ ہے۔

☆ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ میاں (یعنی خلیفۃ المسیح الثانی) دالان کے دروازے بند کر کے چڑیاں پکڑ رہے تھے کہ حضرت صاحب نے باہر جاتے ہوئے ان کو دیکھ لیا اور فرمایا: میاں گھر کی چڑیاں نہیں پکڑا کرتے۔ جس میں رحم نہیں اس میں ایمان نہیں۔

☆ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: ایک دفعہ گھر میں کسی غریب عورت نے کچھ چاول چرا لئے۔ لوگوں نے اسے دیکھ لیا اور شور پڑ گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ اس وقت اپنے کمرے میں کام کر رہے تھے۔ شور سن کر باہر تشریف لائے تو یہ نظارہ دیکھا کہ ایک غریب خستہ حال عورت کھڑی ہے اور اس کے ہاتھ میں تھوڑے سے چاولوں کی گٹھڑی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو واقعہ کا علم ہوا اور اس غریب عورت کا حلیہ دیکھا تو آپ کا دل پسیج گیا۔ فرمایا یہ بھوکی اور کنگال معلوم ہوتی ہے اسے کچھ چاول دے کر رخصت کر دو اور خدا کی ستّاری کا شیوہ اختیار کرو۔

☆ حضرت مسیح موعودؑ کی ہمدردی عامہ کا عام مظاہرہ یہ تھا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے ہر شخص کے لئے جو آپ کو لکھتا دعا کرتے۔ چنانچہ ایک مجلس فرمایا: ''جو خط آتا ہے میں اسے پڑھ کر اس وقت تک ہاتھ سے نہیں دیتا جب تک دعا نہ کر لوں کہ شاید موقع نہ ملے یا یاد نہ رہے''۔

☆ حضرت مسیح موعودؑ اپنے وقت کا بہت سا حصہ اردگرد کے دیہات کی گنوار عورتوں اور بچوں کے علاج میں دے دیا کرتے تھے اور دوسرے کام چھوڑ کر بھی اس طرف توجہ کرتے۔ حضرت مولوی عبدالکریمؓ سیالکوٹی فرماتے ہیں کہ مَیں نے عرض کیا حضرت یہ تو بڑا زحمت کا کام ہے اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ فرمایا: ''یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ مَیں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا رکھا کرتا ہوں جو وقت پر کام آجاتی ہیں''۔ اور فرمایا: ''یہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پرواہ نہ ہونا چاہئے''۔

☆ حضرت سید عزیز الرحمن بریلویؓ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کے ایک شخص نے (جو مخالف تھا) ہمارے کچھ گڈّے جن پر کوئی چیز لدی ہوئی تھی چھین لئے اور گالیاں بھی دیں۔ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ (نانا جان) کو اس پر بڑا غصہ آیا۔ وہ چاہتے تھے کہ اس مخالف کو سزا دیں۔ لوگوں نے کہا کہ اگر حضرت صاحب اجازت دے دیں تو ہم ابھی معاملہ درست کر لیں گے۔ حضرت میر صاحب غصّے کی حالت میں حضرت اقدسؑ کے حضور گئے اور سارا واقعہ بتلایا اور عرض کی کہ ہم ان سے بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ حضرت اقدسؑ اس وقت ایک خط ملاحظہ فرما رہے تھے جو بیرنگ آیا تھا اور گالیوں سے بھرا ہوا تھا۔ وہ خط حضورؑ نے میر صاحب کو دکھایا اور فرمایا کہ لوگ ہم کو لفافے بھر بھر کے گالیاں دیتے ہیں اور (چونکہ وہ لفافے بیرنگ ہوتے تھے) ہم محصول ادا کر کے گالیاں مول لیتے ہیں۔ آپ سے بغیر پیسے کے بھی گالیاں نہیں لی جاتیں۔

☆ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں: ''ہمارا یہ اصول ہے کہ کُل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اس کے چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو میں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے ... میں حلفاً کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہیں۔ ہاں جہاں تک ممکن ہے ان کے عقائد کی اصلاح چاہتا ہوں اور اگر کوئی گالیاں دے تو ہمارا شکوہ خدا کی جناب میں ہے نہ کسی اور عدالت میں اور بایں ہمہ نوع انسان کی ہمدردی ہمارا حق ہے۔''

☆ شرائطِ بیعت میں چوتھی شرط کے الفاظ ہیں کہ: عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ ہاتھ سے، نہ زبان سے، نہ کسی اور طرح سے۔

...❁...❁...❁...

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت خلق

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ کے سالانہ نمبر 2011ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بےلَوث ہمدردیٔ مخلوق کے بارہ میں مکرم فخرالحق شمس صاحب کا مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا دل اللہ تعالیٰ نے بہت نرم، شفیق، ہمدرد، دوسروں کے کام آنے والا، ہر دم اپنوں اور غیروں کی خیرخواہی سوچنے والا، ہمہ وقت اپنے آپ کو دوسروں کے لئے وقف رکھنے والا، ان کی خوشی میں خوش اور رنج وملال میں دکھ اور درد محسوس کرنے والا بنایا تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ میرا مکان مساجد ہیں، صالحین میرے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ کا ذکر میرا مال و دولت ہے اس کی مخلوق میرا کنبہ ہے۔ چنانچہ مخلوقِ خدا حتیٰ کہ جانوروں کے لئے بھی آپؑ کے قلب صافی میں شفقت ہی شفقت تھی۔ جن مخالفین نے آپؑ کے قتل کے منصوبے کئے اور قید کرانے کی کوششیں کیں، اُن کی ہدایت کے لئے بھی آپؑ ہمیشہ دعا گو رہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنی تصنیف ''تحفہ قیصریہ'' میں ملکہ معظّمہ انگلستان کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں: یہ عریضۂ مبارکبادی اس شخص کی طرف سے ہے جو یسوع مسیح کے نام پر طرح طرح کی بدعتوں سے دنیا کو چھڑانے کے لئے آیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ امن اور نرمی کے ساتھ دنیا میں سچائی قائم کرے اور لوگوں کو اپنے پیدا کنندہ سے سچی محبت اور بندگی کا طریق سکھائے۔ . . . اور بنی نوع میں باہمی سچی ہمدردی کرنے کا سبق دیوے اور نفسانی کینوں اور جوشوں کو درمیان سے اٹھائے اور ایک پاک صلح کاری کو خدا کے نیک نیت بندوں میں قائم کرے۔

شرائطِ بیعت کی نویں شرط حضور علیہ السلام نے یوں تحریر فرمائی کہ: ''تمام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چلے گا اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا''۔

☆ حضرت شیخ محمد اسماعیلؓ بیان فرماتے ہیں: حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق حسنہ کا یہ حال تھا کہ قادیان کے جو لوگ ہر وقت آپؑ کے خلاف دشمنی کرنے میں مصروف رہتے تھے اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے وہ بھی جب آپؑ کے آستانہ پر آئے اور دستک دی تو میں نے دیکھا کہ آپ ننگے سر ہی تشریف لے آئے اور نہایت تلطّف اور مہربانی سے اُس کا اور اُس کے سارے گھر کا حال پوچھ کر پھر فرماتے آپ کیسے آئے؟ وہ اپنی ضرورت کو پیش کرتا تو آپؑ اس کی ضرورت سے زیادہ لا کر دیتے اور فرماتے اگر اَور ضرورت ہو تو اور لے جائیں۔

ایک دفعہ قادیان کا ایک ہندو آیا اور آپؑ کو بلوایا۔ جب آپ دروازہ میں تشریف لائے تو اس نے سلام کرکے آپ سے ایک دوائی طلب کی۔ آپ نے فرمایا: ہاں ہے، مَیں اس کو ایسی ہی ضرورت کے لئے منگوا کر رکھ لیتا ہوں۔ فرمایا: آپ شیشی لائے؟ اُس نے کہا: مَیں لے آتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: نہیں، مَیں شیشی لے آتا ہوں، حکیم صاحب سے کہیں جتنی ضرورت ہو لے لیں پھر شیشی دے جائیں۔

دوستوں سے تو ہر شخص محبت کیا ہی کرتا ہے۔ مگر دشمنوں سے محبت کرنی یہ اخلاق ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق ہی تھے۔ جن کو مَیں سُن کر ہی آپ پر فدا ہوگیا تھا اور جب یہاں آکر اپنی آنکھوں سے آپ کے پاک اخلاق دیکھے تو میں آپؑ ہی کا ہو رہا۔

☆ حضرت مولانا عبدالکریمؓ نے بیان کیا کہ بیت الدّعا کے اوپر میرا حجرہ تھا اور مَیں اسے بطرز بیت الدّعا استعمال کیا کرتا تھا۔ اس میں سے حضرت مسیح موعودؑ کی حالت دعا میں گریہ وزاری کو سنتا تھا۔ آپؑ کی آواز میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پِتّہ پانی ہوتا تھا اور آپ اس طرح پر آستانۂ الٰہی پر گریہ وزاری کرتے تھے جیسے کوئی عورت دردِ زِہ سے بیقرار ہو۔ مَیں نے غور سے سنا تو آپ مخلوق الٰہی کے لئے طاعون کے عذاب سے نجات کے لئے دعا کرتے تھے کہ الٰہی اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہوجائیں گے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا۔

باوجودیکہ طاعون کا عذاب حضرت مسیح موعودؑ کی تکذیب کے باعث آیا تھا۔ مگر آپؑ مخلوق کی ہدایت اور ہمدردی کے لئے اس قدر حریص تھے کہ اس عذاب کے اٹھائے جانے کے لئے رات کی گہرائیوں میں رو رو کر دعائیں کرتے تھے۔

☆ حضرت سید عبدالستار شاہ صاحبؓ المعروف بزرگ صاحب بیان کرتے ہیں کہ: کرم دین کے مقدمہ سے واپسی پر حضورؑ نے بعض کو حکم دیا کہ تم چھنیہ سٹیشن پر اُتر کر قادیان پہنچو اور بعض کو یکّوں پر آنے کا حکم دیا اور بعض کو گڈّوں کے ساتھ آنے کا حکم دیا۔ مَیں پیدل روانہ ہوگیا۔ نہر کے قریب جب ہم پہنچے تو حضورؑ کا رتھ نظر آیا۔ حضورؑ قضائے حاجت کے لئے گئے ہوئے تھے۔ جب حضورؑ واپس آرہے تھے تو ہم نے سوٹے پر چادر تان کر حضورؑ کے لئے سایہ کردیا اور حضورؑ سایہ میں چلنے لگے۔ حضورؑ نے مجھے فرمایا کہ تم پیدل آرہے ہو تم کو یکّہ پر سوار ہونا چاہئے۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور! میں پیدل چل سکتا ہوں۔ وہاں حضرت خلیفہ اولؓ کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضورؑ نے مجھے ایسا فرمایا ہے تو آپؓ نے مجھے حکم دیا کہ یکّے پر بیٹھو اور فرمایا کہ تم کو لازماً بیٹھنا پڑے گا۔ چنانچہ مَیں بیٹھ گیا۔

☆ شیخ تیمور صاحب بیان کرتے ہیں: مولوی نورالدین صاحب جب قادیان میں نئے آئے تو آپؓ نے کسی ضرورت کے لئے حضرت مرزا صاحب سے تین سو روپیہ منگوایا۔ پھر چند روز بعد جب آپؓ کے پاس روپیہ آگیا تو واپس کردیا۔ لیکن مرزا صاحب نے وہ روپیہ واپس کردیا اور لکھا کہ مَیں ساہوکار نہیں ہوں جو اُدھار روپے قرض دوں۔ مَیں تو یہ سمجھا تھا کہ میرا مال آپ کا مال ہے اور آپ کا مال میرا ہے۔

☆ حضرت منشی ظفر احمدؓ کپورتھلوی روایت کرتے ہیں: مجھے پان کھانے کی عادت تھی۔ مَیں ایک دفعہ سیر کو حضورؑ کے ساتھ گیا۔ آپ نے بھی ازراہ نوازش پان طلب کیا۔ پان میں زردہ تھا اس سے حضور کو تکلیف ہوئی اور دُور جا کر قَے کی۔ مَیں سخت شرمندہ ہوا اور مَیں نے قلبی تکلیف محسوس کی۔ آپ نے میری تکلیف کو دُور کرنے کے لئے فرمایا کہ آپ کے پان نے تو دوا کا کام دیا۔ طبیعت ہلکی ہوگئی۔ اللہ اللہ یہ اخلاق اور یہ چشم پوشی۔

☆ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ لکھتے ہیں: ایک دفعہ پنڈت لچھمن داس نے حضرت صاحب کے پاس جا کر کہا کہ مرزا جی! فلاں فلاں دوست اِدھر تو آپ سے بہت فوائد حاصل کرتے ہیں اور اُدھر جب بازار میں جاتے ہیں تو آپ کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ تو آپؑ نے جواباً فرمایا کہ پنڈت صاحب! ہماری مثال تو بیری کی سی ہے کہ لوگ آتے ہیں، اسے ڈھیلے بھی مارتے ہیں اور بیر بھی لے جاتے ہیں۔

☆ قادیان کے کنہیا لعل صرّاف کا یہ بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت مرزا صاحب کو بٹالہ جانا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ یکّہ کرادیا جائے۔ حضور جب نہر پر پہنچے تو آپ کو یاد آیا کہ کوئی چیز گھر میں رہ گئی ہے۔ آپ نے یکّے والے کو وہاں چھوڑا اور خود پیدل واپس تشریف لائے۔ یکّے والے کو پُل پر اَور سواریاں مل گئیں اور وہ بٹالہ روانہ ہوگیا اور مرزا صاحب غالباً پیدل ہی بٹالہ گئے تو میں نے یکّے والے کو بلا کر پیٹا اور کہا کہ کم بخت! اگر مرزا نظام دین ہوتے تو خواہ تجھے تین دن وہاں بیٹھنا پڑتا تُو بیٹھتا لیکن چونکہ یہ نیک اور درویش طبع آدمی ہے اس لئے تُو ان کو چھوڑ کر چلا گیا۔ لیکن جب مرزا صاحب کو اس کا علم ہوا تو آپ نے مجھے بُلا کر فرمایا: وہ میری خاطر کیسے بیٹھا رہتا، اُسے مزدوری مل گئی اور چلا گیا۔

☆ جناب مرزا خدا بخش صاحب نے ضلع جھنگ میں سب سے پہلے احمدیت قبول کی اور 24 مارچ 1889ء کو بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ پسرم عطاء الرحمان جو چند ماہ کا بچہ تھا پیٹ کے درد سے بیمار ہوگیا اور سخت روتا تھا۔ چونکہ حضور نے پاس کے ملحق مکان میں ہم خدام کو جگہ دے رکھی تھی اس لئے اس کے رونے کی آواز سن کر آپؑ نے آواز دی کہ بچہ کیوں روتا ہے؟ مَیں نے عرض کی کہ اس کے پیٹ میں درد معلوم ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ٹھہرو ہم دوائی لا دیتے ہیں۔ مَیں بہت دیر تک انتظار کرتا رہا، حضرت تشریف نہ لائے۔ آخر میں تھک کر لیٹ رہا اور یہی خیال کیا کہ شاید کثرتِ کار کی وجہ سے بھول گئے ہوں گے۔ دواڑھائی گھنٹہ کے بعد حضرت اقدسؑ نے پھر آواز دی۔ عاجز فوراً حاضر ہوا تو اوّل نہایت افسوس کا اظہار کیا اور پھر فرمایا کہ میں اس وقت سے صندوقوں میں دوائیں تلاش کرتا رہا۔ ایک دوائی نہیں ملتی تھی۔ آخر نا اُمیدی کے بعد ایک صندوق سے مل گئی اور اب کُل اجزاء ملا کر لایا ہوں۔ مَیں سن کر بہت متعجب بھی ہوا اور شرمندہ بھی ہوا کیونکہ میں کبھی بھی اس قسم کی تکلیف گوارا نہیں کرسکتا تھا خواہ کتنا ہی کوئی عزیز درد سے چلّا رہا ہو۔ اور تعجب یہ کہ موسم سخت گرمی کا تھا اور صندوق کل مکان کے اندر سب کے سب مقفل تھے۔ ایسی سخت گرمی میں مکان کے اندر دو اڑہائی گھنٹہ تک رہنا اور لیمپ کی گرمی کا علاوہ ہونا اور پھر ہر صندوق کے قفل کو کھولنا اور ایک ایک شیشی تلاش کرکے نسخہ تیار کرنا ہر ایک انسان کا کام نہیں۔ یہ صرف اس ہمدردِ قوم کا خاصہ ہے کہ ماں باپ سے بھی زیادہ بلا کسی طمع کے شفقت اور مہربانی کرتے ہیں۔

☆ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ فرماتے ہیں: آپؑ اکرام ضیف کی نہ صرف تاکید فرمایا کرتے بلکہ عملاً اس کا سبق دیا کرتے۔ بارہا ایسا ہوا کہ جب کوئی مہمان آیا تو آپؑ بہ نفس نفیس اُس کے لئے موسم کے لحاظ سے چائے یا لسّی وغیرہ خود اٹھا کر بےتکلّفی سے آتے اور اصرار کرکے پلاتے۔ ایسا بھی ہوتا کہ کوئی دوست رخصت ہوتا تو آپؑ اس کے لئے راستہ کے لئے ناشتہ وغیرہ لے کر آجاتے۔ یا موسم کے لحاظ سے دودھ وغیرہ لے کر آتے۔

مقدمات کے سلسلہ میں جب آپؑ گورداسپور میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ بابا ہدایت اللہ صاحب، جو پنجابی کے بڑے مشہور شاعر تھے، انہوں نے واپسی کی اجازت چاہی۔ آپؑ نے فرمایا: آپ جا کر کیا کریں گے، اگر کوئی تکلیف ہو تو بتادو اس کا انتظام کردیا جائے۔ پھر آپؑ نے جماعت کو مخاطب کرکے فرمایا: چونکہ آدمی بہت ہوتے ہیں اور ممکن ہے کسی کی ضرورت کا علم نہ ہو۔ اس لئے ہر شخص کو چاہئے کہ جس شے کی اسے ضرورت ہو وہ بلاتکلّف کہہ دے اور اگر کوئی جان بوجھ کر چھپاتا ہے تو وہ گنہگار ہے۔ ہماری جماعت کا اصول ہی بےتکلّفی ہے۔

پھر حضور علیہ السلام نے بابا صاحب کو مولوی سیّد سرور شاہ صاحبؓ کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ان کی ضروریات اور آرام کا لحاظ رکھیں۔

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ کے خدمت خلق کے حوالہ سے شائع ہونے والے جلسہ سالانہ نمبر 2011ء میں ہمدردیٔ خلق سے متعلق حضرت مسیح موعود کا پُر درد کلام بھی شامل اشاعت ہے۔ اس فارسی کلام میں سے انتخاب مع ترجمہ ہدیۂ قارئین ہے:

بدِل دردے کہ دارم از برائے طالبانِ حق
نمے گردد بیاں، آں درد، از تقریر کوتاہم

وہ درد جو میں طالبان حق کے لئے اپنے دل میں رکھتا ہوں میں اس درد کو الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا۔

دل و جانم، چُناں مستغرق، اندر فکرِ اُوشان است
کہ نَے از دِل خبردارم، نہ از جانِ خود آگاہم

میری جان و دل ان لوگوں کی فکر میں اس قدر مستغرق ہے کہ مجھے اپنے دل کی خبر ہے، نہ اپنی جان کا ہوش ہے۔

بدِیں شادم کہ غم از بہرِ مخلوقِ خدا دارم
ازِیں درلذّتم کز درد مے خیزد زِدِل آہم

میں تو اس بات پر خوش ہوں کہ مخلوق کا غم رکھتا ہوں اور اس کے باعث میرے دل سے جو آہ نکلتی ہے اس میں مگن ہوں۔

مرا مقصود و مطلوب و تمنّا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم، ہمیں بارم، ہمیں رسمم، ہمیں راہم

میرا مقصود اور میری خواہش خدمت خلق ہے یہی میرا کام ہے یہی میری ذمہ داری ہے یہی میرا طریقہ ہے۔

نہ من از خودِ نہم، در کوچۂ پند و نصیحت پا
کہ ہمدردی بَرد آنجا، بہ جبر و زور و اِکراہم

میں خود اپنی خواہش سے پند و نصیحت کے کوچہ میں قدم نہیں رکھتا بلکہ مخلوق کی ہمدردی زبردستی مجھے کھینچے لئے جارہی ہے۔

غمِ خلقِ خدا صرف از زباں خوردن چہ کارست ایں
گرش صد جاں بپاریزم ہنوزش عذر میخواہم

صرف زبان سے خلق خدا کے غم کھانے کا کیا فائدہ اگر اس کے لئے سو جانیں بھی فدا کروں تب بھی معذرت کرتا ہوں۔

چو شامِ پُر غُبار و تیرہ حالِ عالَمے بِینم
خُدا بروے فرود آرد، دُعا ہائے سحر گاہم

جب دنیا کی تاریکی کو دیکھتا ہوں تو (چاہتا ہوں کہ) خدا اس پر میری پچھلی رات کی دعاؤں کی (قبولیت) نازل کرے۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
March 17, 2017 – March 23, 2017

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday March 17, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Malfoozat
00:50 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 23.
01:05 Reception In Nagoya, Japan: Recorded on November 09, 2013.
02:00 Spanish Service
02:40 Pushto Service
03:20 Roots To Branches
03:50 Tarjamatul Qur'an Class: Qur'anic verses of Surah Al-Anaam, verses 101 - 122 by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 81, rec. September 27, 1995.
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 62.
06:00 Tilawat: Surah Al-Kahf verses 33-75 and 76-111.
06:25 Dars-e-Hadith
06:35 Yassarnal Quran: Lesson no. 26.
07:00 Huzoor's (aba) Tour Of The Far East: Recorded on December 18, 2013.
07:45 In His Own Words
08:20 Rah-e-Huda: Recorded on March 11, 2017.
09:55 Indonesian Service
10:55 Deeni-o-Fiqahi Masail
11:30 Tilawat [R]
11:55 Seerat-un-Nabi: A discussion on the life and character of the Holy Prophet (saw).
12:30 Live Transmission From Baitul Futuh
13:00 Live Friday Sermon
14:00 Live Transmission From Baitul Futuh
14:35 Shotter Shondane: Rec. January 26, 2017.
15:45 Sach To Ye Hai
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:30 Huzoor's (aba) Tour Of The Far East [R]
19:15 In His Own Words [R]
19:45 Seerat-un-Nabi [R]
20:20 Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday March 18, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:45 Yassarnal Qur'an
01:10 Huzoor's (aba) Tour Of The Far East
02:10 Friday Sermon
03:20 Rah-e-Huda
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 71.
06:00 Tilawat: Surah Maryam verses 23-99.
06:15 Dars-e-Hadith
06:35 Al-Tarteel: Lesson no. 24.
07:05 Jalsa Salana UK Opening Address: Recorded on August 30, 2013.
08:00 International Jama'at News
08:30 Story Time: Programme no. 55.
09:05 Question And Answer Session: A question and answer session with Khalifatul-Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Rec. March 01, 1987.
09:55 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Recorded on March 17, 2017.
12:15 Tilawat [R]
12:35 Al-Tarteel [R]
13:00 Live Intekhab-e-Sukhan
14:00 Shotter Shondane: Rec. January 27, 2017.
15:05 Maidane Amal Ki Kahani
16:00 Live Rah-e-Huda
17:35 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:25 Jalsa Salana UK Opening Address
19:30 Faith Matters: Programme no. 170.
20:30 International Jama'at News [R]
21:00 Rah-e-Huda [R]
22:30 Story Time [R]
23:05 Friday Sermon [R]

Sunday March 19, 2017

00:15 World News
00:30 Tilawat
00:50 In His Own Words
01:20 Al-Tarteel
01:50 Jalsa Salana UK Opening Address
02:45 Friday Sermon
04:00 Maidane Amal Ki Kahani
05:00 Liqa Ma'al Arab: Session no. 73.
06:00 Tilawat: Surah Taa Haa verses 1-83.
06:20 Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
06:40 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 26.
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal Class: Recorded on January 25, 2017.
08:10 Faith Matters: Programme no, 170.
09:10 Question And Answer Session: Recorded on November 29, 1997.
10:15 Indonesian service
11:20 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on March 10, 2017.
12:20 Tilawat [R]
12:35 Yassarnal Quran [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on March 17, 2017.
14:10 Shotter Shondhane: Rec. January 27, 2017.
15:05 Huzoor (aba) Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
16:10 Qur'an Sab Se Acha
17:00 Kids Time: Programme no. 30.
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal Class [R]
19:30 Beacon of Truth
20:40 Ashab-e-Ahmad
21:10 Khilafat-e-Haqqa Islamiya
22:00 Friday Sermon [R]
23:05 Question And Answer Session [R]

Monday March 20, 2017

00:10 World News
00:30 Tilawat
00:50 Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
01:10 Yassarnal Quran
01:35 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal Class
02:35 Ashab-e-Ahmad
03:00 Friday Sermon
04:20 In His Own Words
05:00 Liqa Ma'al Arab: Session no. 74.
06:00 Tilawat: Surah Taa Haa verses 84-136.
06:15 Dars-e-Hadith
06:25 Al-Tarteel: Lesson no. 24.
07:05 Huzoor's (aba) Tour Of The Far East: Recorded on December 18, 2013.
07:30 Aao Kahani Sunain
07:55 International Jama'at News
08:30 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
09:05 Rencontre Avec Les Francophones: Hazrat Khalifatul Masih IV holds a question & answer session for French speaking friends. Rec. August 8, 1997.
10:10 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon. Recorded on October 14, 2016.
11:20 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]
12:00 Tilawat [R]
12:20 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on April 22, 2011.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]
16:00 Rah-e-Huda: Recorded on March 18, 2017.
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Huzoor's (aba) Tour Of The Far East [R]
19:15 Somali Service
19:45 Sach Toh Ye Hai
20:30 Rah-e-Huda [R]
22:05 Friday Sermon [R]
23:20 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]

Tuesday March 21, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Hadith
00:45 Al-Tarteel
01:15 Huzoor's (aba) Tour Of The Far East
01:40 Aao Kahani Sunain
02:15 Kids Time
02:50 Friday Sermon
04:05 Aao Kahani Sunain [R]
04:30 In His Own Words
05:00 Liqa Ma'al Arab: Session no. 75.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 23.
06:55 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Canada: Recorded on November 13, 2016.
07:55 Philosophy Of The Teachings Of Islam
08:25 Kasre Saleeb: A discussion programme on the topic of 'the signs of the coming of the Promised Messiah (as)'.
08:55 Question & Answer Session: Recorded on December 22, 1996.
10:15 Indonesian Service
11:20 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on January 06, 2017.
13:05 Tilawat: Surah As-Sajdah, verses 1-20.
13:20 Dars-e-Malfoozat [R]
13:30 Yassarnal Quran [R]
13:50 Faith Matters: Programme no. 176.
14:45 Bangla Shomprochar
15:50 Spanish Service
16:40 Philosophy Of The Teachings Of Islam
17:05 Noor-e-Mustafwi
17:15 Yassarnal Quran [R]
17:45 World News
18:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Canada [R]
20:00 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on January 27, 2017.
21:10 The Bigger Picture
21:55 Faith Matters [R]
22:55 Question And Answer Session [R]

Wednesday March 22, 2017

00:05 World News
00:25 Tilawat
00:35 Dars-e-Malfoozat
00:50 Yassarnal Qur'an
01:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Canada
03:15 Rishta Nata Ke Masayil
03:25 In His Own Words
04:05 Story Time
04:30 Australian Service
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 04.
06:00 Tilawat: Surah Al-Ambiyaa verses 52-113.
06:10 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:35 Al-Tarteel: Lesson no. 24.
07:05 Jalsa Salana UK Address To Ladies: Rec. August 31, 2013.
07:50 Islami Mahino Ka Ta'aruf
08:05 In His Own Words
09:00 Urdu Question And Answer Session: Rec. March 01, 1987.
09:45 Indonesian Service
10:55 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on March 17, 2017.
12:00 Tilawat [R]
12:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on March 11, 2011.
14:05 Shotter Shondhane: Rec. January 29, 2017.
15:10 Deeni-o-Fiqahi Masail
15:40 Kids Time: Prog. no. 29.
16:15 Islami Mahino Ka Ta'aruf [R]
16:25 Faith Matters: Programme no. 73.
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:30 Jalsa Salana UK Address To Ladies [R]
19:15 Islami Mahino Ka Ta'aruf [R]
19:30 French Service
20:05 Canadian Rockies
20:30 Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00 Kids Time [R]
21:45 Friday Sermon: Recorded on March 11, 2011.
22:55 Intikhab-e-Sukhan: Rec. March 18, 2017.

Thursday March 23, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00 Al-Tarteel
01:30 Jalsa Salana UK Address To Ladies
02:15 Islami Mahino Ka Ta'aruf
02:30 Deeni-o-Fiqahi Masail
03:15 Canadian Rockies
03:50 Faith Matters
05:00 Liqa Ma'al Arab: Session no. 77.
Tilawat: Verses 1-15 of Surah As-Saff, verses 1-12 of Al-Jumu'ah and verses 1-12 of Surah Al-Munaafiqoon.
06:20 Dars-e-Hadith
06:40 Childhood of Masih Ma'ood (as)
07:10 Inauguration Crawley Masjid: Recorded on January 18, 2014.
08:35 The Age Of Reform In Muslim India
09:05 Islam Ahmadiyyat Revival of Faith
10:10 Waqt Tha Waqtey Masiha: The advent of Hazrat Masih-e-Ma'ood (as).
11:00 Aadab-e-Zindagi
11:30 Story Time
12:00 Tilawat
12:15 Dars-e-Hadith [R]
12:35 Waqt-e-Masiha: The love of the Promised Messiah (as) for Allah.
12:55 Friday Sermon: Recorded on March 17, 2017.
14:00 Masih-e-Ma'ood (as) Day
16:05 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
16:30 Persian Service
17:00 Tarjamatul Qur'an Class: Rec. October 4, 1995.
18:00 World News
18:20 Inauguration Crawley Masjid [R]
19:50 Love For The Promised Messiah
20:30 Faith Matters: Programme no. 173.
21:35 Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:35 The Age Of Reform In Muslim India [R]
23:00 Life of Promised Messiah (as)

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 24 | Friday 17 March , 2017 | Issue No. 11

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ کینیڈا 2016ء

❁... احمدی مسلمان قانون پر عمل کرنے والے اور امن پسند شہری ہیں۔ ہم نے ملک کے قانون کو ہمیشہ عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا ہے۔

❁... قرآن کریم بڑے واضح طور پر کہتا ہے کہ اسلامی تعلیمات میں کسی قسم کی کوئی شدت پسندی کی جگہ نہیں ہے۔...

❁... ہماری جماعت کا کام ہی تبلیغ کرنا ہے۔ ہمارا مقصد ہی یہ ہے کہ حقیقی اسلام کا پیغام پھیلایا جائے اور یہی ہم کر رہے ہیں۔ دنیا کے موجودہ حالات ایسے ہیں کہ لوگ اسلام سے خوفزدہ ہیں۔ ہم لوگوں کے ذہنوں سے اسلام کے بارہ میں خوف نکالنے کے لئے اسلام کی حقیقی اور پُرامن تعلیمات کو پھیلا رہے ہیں۔

(کیلگری (کینیڈا) میں منعقدہ پریس کانفرنس میں اور ٹی وی چینل 660 NEWS کو انٹرویو کے دوران حضور انور ایدہ اللہ کی طرف سے صحافیوں کے سوالات کے جوابات)

فیملی ملاقاتیں۔ سینکڑوں افراد نے اپنے پیارے امام سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ کیلگری میں یونیورسٹیز اور کالجز میں تعلیم حاصل کرنے والے احمدی طلباء اور طالبات کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ علیحدہ علیحدہ نشستوں کا انعقاد۔ طلباء وطالبات کی مختلف موضوعات پر Presentations، طلباء وطالبات کے سوالات کے جوابات اور مختلف موضوعات پر زرّیں ہدایات۔ تقریب آمین۔

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

9 نومبر 2016ء بروز بدھ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجکر 45 منٹ پر مسجد بیت النور میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج صبح کے اس سیشن میں 54 خاندانوں کے 245 افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ملاقات کرنے والے ان تمام خاندانوں کا تعلق کیلگری جماعت سے تھا۔ ان سبھی افراد نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو ازراہ شفقت چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ایک بجکر پینتالیس منٹ تک جاری رہا۔

پریس کانفرنس

اس کے بعد پروگرام کے مطابق پریس کانفرنس شروع ہوئی جس میں کیلگری سے درج ذیل الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے نمائندے اور جرنلسٹس شامل ہوئے۔

1. Canadian Press
2. The Calgary Herald
3. The Calgary Sun
4. Metro News
5. CBC News Calgary
6. CTV News Calgary
7. Global News
8. City TV
9. Radio Canada
10. CBC Radio Calgary
11. AM 660 News
12. Radio Red FM

☆ سب سے پہلے Calgary Herald Newspaper کے صحافی Michael نے سوال کیا کہ ڈونلڈ ٹرمپ کے انتخاب کے حوالہ سے آپ کا کیا ردِّعمل ہے؟ آپ اپنی جماعت لوگوں کو کیا نصیحت کریں گے؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔** میرا ردِّعمل وہی تھا جو اکثر امریکن لوگوں کا تھا جنہیں اس نتیجہ کی بالکل توقع نہیں تھی۔ جہاں تک احمدیوں کا تعلق ہے تو احمدی مسلمان قانون پر عمل کرنے والے اور امن پسند شہری ہیں۔ ہم نے ملک کے قانون کو ہمیشہ عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ اس لئے ہماری جماعت اس حکومت کے خلاف کوئی مظاہرہ نہیں کرے گی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ہمارے لوگوں میں سے بعض نے ٹرمپ کو ووٹ دیا ہو لیکن مجھے اس کا علم نہیں ہے۔

☆ اس کے بعد سی بی سی نیوز چینل کی رپورٹر Kate نے سوال کیا کہ بہت سے کینیڈین لوگ اس بات پر پریشان ہیں کہ Donald Trump نے کہا تھا کہ وہ مسلمانوں کو ملک کے اندر داخل نہیں ہونے دے گا۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** وہ بے شک مسلمانوں کو ملک کے اندر داخل ہونے سے روکے لیکن وہ مسلمان جو امریکہ میں پیدا ہوئے ہیں اور امریکہ میں ہی پلے بڑھے ہیں ان کے بارہ میں کیا کرے گا؟ وہ لوگ جو کینیڈا میں پیدا ہوئے ہیں بے شک پیچھے سے ان کا تعلق کسی اور ملک سے ہو لیکن وہ یہاں پیدا ہوئے اور یہاں ہی پلے بڑھے ہیں وہ تو کینیڈین ہی کہلائیں گے۔ اسی طرح جو لوگ یورپ میں پلے بڑھے ہیں اور ان کے پاس یورپین نیشنلیٹیاں ہیں وہ یورپین ہی کہلائیں گے۔ اس لئے میرا نہیں خیال کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے اس پر عمل کرے گا۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ میری خوش فہمی ہے تو ایسی بات نہیں ہے۔ میرا نہیں خیال کہ کوئی بھی حکومت یا کوئی بھی عقلمند شخص اس طرح کے اقدام اُٹھائے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔
جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے تو میرا نہیں خیال کہ وہ مسلمان ممالک کے مسلمانوں کو امریکہ میں داخل ہونے سے بھی منع کرے گا۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو ملکوں کے درمیان بھی تنازعات اُٹھیں گے۔

اس جرنلسٹ نے کہا کہ کیا آپ ڈونلڈ ٹرمپ سے ملنا پسند کریں گے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر آپ ملاقات کا انتظام کروا دیں تو مل لوں گا۔

جرنلسٹ نے عرض کیا کہ آپ ٹرمپ سے کیا کہیں گے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ پہلے تو میں یہ جاننا چاہوں گا کہ وہ مجھ سے کیا چاہتا ہے؟ پھر میں اسے یہی کہوں گا کہ جو کچھ بھی تم نے الیکشن کی تحریک میں کہا ہے اس پر عمل درآمد نہ کروانا۔ ورنہ ملک کے اندر بڑا فساد پیدا ہو جائے گا۔

☆ Metro Newspaper کے صحافی Aaron نے سوال کیا کہ ڈونلد ٹرمپ کی جیت اور Brexit کا آپس میں کافی موازنہ کیا جارہا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ Brexit کے بعد مسلمانوں کے خلاف ظلم میں اضافہ ہوا ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ڈونلڈ ٹرمپ کی جیت کے بعد امریکہ میں بھی اضافہ ہوگا؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔** آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ Brexit کے بعد یوکے میں مسلمانوں کے خلاف نفرت میں اضافہ ہوا ہے۔ آج کل تو امریکن لوگوں میں ایک لطیفہ چل رہا ہے کہ جس طرح برطانیہ کے لوگ Brexit کے حق میں ووٹ دے کر یورپین یونین سے علیحدہ ہوئے ہیں اسی طرح امریکن ٹرمپ کو ووٹ دے کر امریکہ سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔
جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے تو میرا نہیں خیال کہ مسلمانوں کو کسی بڑے مسئلہ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہو سکتا ہے کہ کہیں کہیں اِکّا دُکّا واقعات ہو جائیں لیکن آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ سارے امریکہ کے شہری مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نکل آئیں گے۔ ایسا نہیں ہوگا۔ امریکن شہریوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو خود مسلمان نہیں ہیں لیکن مسلمانوں کے حق میں بول رہے ہیں۔ اس لئے میرا نہیں خیال جو اس نے کہا وہ اس پر عمل بھی کرے گا۔

☆ اس کے بعد ریڈیو کینیڈا کے صحافی Stephany نے سوال کیا کہ ڈونلڈ ٹرمپ کے الیکشن جیتنے کی وجہ سے ساری دنیا میں مسلمانوں پر کیا اثرات آئیں گے؟ مسلمان دنیا میں اس کا کیا ردِّعمل ہوگا؟

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں